نشانِ زندگی

شعری مجموعہ

نشاؔن صدیقی

ناشر

نجیب رحمت، کرلا (ویسٹ)، ممبئی

www.urduchannel.in

جملہ حقوق محفوظ

Nishan E Zindagi

Poetry

Nishan Siddiqui

نام کتاب	:	نشانِ زندگی (شعری مجموعہ)
شاعر	:	نشاؔن صدیقی
		رفیق اسٹیٹ، قریش نگر، کرلا (ایسٹ)۔ممبئی ۷۰
اشاعت	:	2009ء (بارِ اوّل)
تعداد	:	۵۰۰ سو
کمپیوٹر گرافکس	:	نوری گرافکس
طباعت	:	فاطمہ آفسیٹ پرنٹرس، ساکی ناکہ، ممبئی
قیمت	:	۱۰۰/روپے (-/100)
ناشر	:	نجیب رحمت، کرلا (ویسٹ)، ممبئی
زیرِ اہتمام	:	ڈاکٹر قاسم امام

ملنے کے پتے

☆ گل بوٹے پبلی کیشنز، ۲۸ کیڈی شاپنگ سینٹر، ناگپاڑہ جنکشن، ممبئی۔۸

☆ ماہنامہ اردو چینل، 7/3121، گجانن کالونی، گوونڈی، ممبئی۔۴۳

☆ نجیب رحمت، کرلا (ویسٹ)، ممبئی

انتساب

قریش نگر کے نام

www.urduchannel.in

دیوانے بھاگ جا دامن کی ساری دھجیاں لرکر
یہاں تارِ گریباں سے نئی زنجیر بنتی ہے

قصہ مختصر ـــــ قریش نگر

☆ ڈاکٹر قاسم امام

قریش، بنٹر بھون میں منعقد ایک جلسے میں گذشتہ دنوں ایک صاحب نے ہر دلعزیز ایم۔ایل۔اے جناب نواب ملک کے سامنے قریش نگر کی محرومیوں کا ذکر کیا، غالبًا موصوف مقامی ایم۔ایل۔اے کے سامنے علاقے کے مسائل پیش کرنا چاہتے تھے۔ مجھے یہ شکوہ پسند نہ آیا، جوابِ شکوہ کے طور پر میں نے اپنی تقریر میں اداروں اور شخصیات کے حوالے سے قریش نگر کی اُن خوبیوں کا ذکر کیا جس سے نئی نسل واقف نہ تھی۔ جب میں نے قریش نگر کے جغرافیائی، تاریخی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا تو سامعین عش عش کر اٹھے۔ یہ کمالِ گفتار نہ تھا بلکہ بستی کا بلند کردار تھا اور پیار تھا اُن لوگوں کا جو اپنے اسلاف کا ذکر فخر سے کرتے اور سنتے ہیں۔

اب میرے سامنے نشان صدیقی کی تصویر ہے اور جب میں اس تصویر کے پس منظر میں قریش نگر کو دیکھ رہا ہوں تو کئی شخصیات اور واقعات میرے سامنے ایک فلمی سین

www.urduchannel.in

کی طرح آرہے ہیں۔ آنکھیں بند کرتا ہوں تو ماضی نظر آتا ہے، آنکھیں کھولتا ہوں تو حال۔

سب سے پہلے میں یہ واضح کردوں کہ میری تربیت میں قریش نگر کی ادبی محفلوں اور فلاحی انجمنوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ میں آج بھی اپنے طلبہ کو فخر کے ساتھ اپنی رہائش قریش نگر بتاتا ہوں۔ میرے ڈھیر سارے خطوط آج بھی رعیسہ بائی چال، نزد لال ٹانکی (ہل) کے پتے پر ہی آتے ہیں۔ نقلِ مکانی کا دُکھ مجھے گوونڈی لے آیا وگرنہ میں آج بھی قریش نگر میں ہی ہوں، قریش نگر کا ہی ہوں........ میرے طلبہ میں یہ احساسِ کمتری کے وہ پس ماندہ علاقے میں رہتے ہیں، مجھے بے چین کیئے رہتی ہے کیونکہ میں اس علاقے کو کبھی پچھڑا ہوا نہیں سمجھتا۔ بھلا بتائیے کہ جس علاقے کی اپنی منفرد ادبی اور ثقافتی پہچان ہو وہ پسماندہ کیسے کہلا سکتا ہے۔ جہاں کی تنگ و تاریک گلیوں میں بیٹھ کر مرحوم شور نیازی نے شہرۂ آفاق گیت ''جانہیں سکتا کبھی شیشے میں بال آیا ہوا''، عیش کنول نے ''چاند میرا بادلوں میں کھو گیا'' جیسا مشہور فلمی نغمہ تحریر کیا۔ ساہتیہ اکادمی ایوارڈ یافتہ افسانہ نگار سلام بن رزاق نے اپنا پہلا افسانوی مجموعہ ''ننگی دوپہر کا سپاہی'' یہاں کی لمبی سیمنٹ چال میں رہ کر ترتیب دیا۔ عامر برقی اعظمی (خونِ تمنّا)، حمید ادیبی ناندروی (پھول کھلتے رہے) اور اثر ملکاپوری (نمرتا) نے ناول لکھے، جہاں مرحوم مرزا پارس ہنگلوی کے جنون نے اُن سے ''عالمِ انسانیت کا پلیٹ فارم'' جیسی کتاب لکھوائی۔ مشہور استاد پرنسپل قاسم رضا نے اسی بستی میں ریاضی کے موضوعات پر ڈھیر ساری نصابی کتابیں ترتیب دیں۔ قریش نگر کے اسی پراگندہ ماحول میں اقبال نیازی نے اپنے دوست اسلم پرویز کے ساتھ مل کر ''جلیان والا باغ'' جیسا مشہور ڈرامہ لکھا۔ غرضیکہ ایک

طویل فہرست ہے شعرا، ادبا اور اساتذہ کی جنھوں نے اپنے ادبی و تعلیمی سفر کا آغاز قریش نگر سے کیا۔

یہاں آنے جانے والوں میں کئی مقتدر شعرا و ادبا کے نام شامل ہیں۔ محمود درانی، ندا فاضلی، تابش سلطان پوری، قیصر الجعفری، ظفر گورکھپوری، تاج دار تاج، ضمیر کاظمی، سردار پنچھی، شفیق عباس، شمیم عباس، عبداللہ کمال، محبوب عالم غازی، احمد منظور، حامد اقبال صدیقی، شاہد لطیف، مرحوم تنویر عالم، عرفان جعفری، فاروق رحمٰن، اسلم پرویز، اسلم خان اکثر یہاں کی ادبی محفلوں میں شریک رہے۔ رسالہ ''تکمیل کے مظہر سلیم اپنے بھائی اکبر عابد کے ساتھ برسوں تک اسی بستی میں رہے۔ قاسم ندیم، قیوم اثر اور حفظ الکبیر پرواز، مولانا منتظم الاسلام ندوی، پروفیسر بلال بھی دراصل قریش نگری ہی ہیں۔ ایک زمانے تک ہماری ریتی کی دکان ادیبوں اور شاعروں کا جمگھٹ رہی۔

م۔ ناگ، سعید راہی اور نظام الدین نظام کو اس علاقے نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنا داماد بنالیا۔ سلام بن رزاق سے ملاقات کی غرض سے آنے والے مشہور ادیبوں میں سریندر پرکاش، ساگر سرحدی، مرحوم انور خان، مشتاق مومن، جاوید ناصر، انور قمر، رام پنڈت اور مقدر حمید وغیرہ شامل ہیں۔ نامور صحافی و افسانہ نگار ساجد رشید کے حلقۂ انتخاب میں قریش نگر بھی شامل رہا۔ عوامی مقبولیت کے اعتبار سے وہ کامیاب بھی رہے .....لیکن بدقسمتی سے الیکشن ہار گئے۔ نشان صدیقی اور عیش کنول کے پیش رو اور معاصرین میں علامہ کلام اعظمی جنھیں بقول معراج صدیقی چینی زبان پر بھی عبور حاصل تھا، کے علاوہ قاضی خلیل صولتی، سرور بستوی، اثر فیض آبادی، بندہ نواز منیری، جھنجھٹ جھنجھانوی، شوکت لافانی، تبسم مالیگانوی، غنی احمد غنی، سعید کنول، ساغر باورا، راقم لکھنوی،

www.urduchannel.in

اقبال مرشدی وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ بعد کے زمانے میں تسکین انصاری، عارف اچل پوری، عرشی قریش نگری، عارف اعظمی، راشد کانپوری نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔ غرضیکہ یہاں کی ادبی فضا میں کئی طوفان آئے گئے۔ ادبی ماحول میں دلچسپی قائم رکھنے کے لیے عیش کنول نے بڑے جتن کیے۔ آون جاون مشاعرے، ایک میان میں دو تلوار، استاد کون، دانش کدہ کے زیرِ اہتمام ہونے والے جنگی مشاعرے دراصل عیش کنول کی شوخیٔ طبیعت کے چند نمونے ہیں۔ جنھوں نے یہاں کے ادبی ماحول کو ہمیشہ گرم رکھا۔ طنز و مزاح کے لیے بھی یہ علاقہ کافی زرخیز رہا۔ بزمِ اقبال کے ثقافتی پروگرام، مزاحیہ مشاعرے اور ڈرامے نیز بعد کے زمانے میں حسینی گارڈن میں منعقد کوئز مقابلے وغیرہ اس کا بین ثبوت ہیں۔ مشہور مزاحیہ آرٹسٹ جانی لیور نے اپنے ابتدائی زمانے میں یہاں کئی پروگرام کیے۔ سیاسی جماعتوں کے علاوہ یہاں فلاحی و ادبی تنظیموں بھی کا بول بالا رہا۔ دانش کدہ، آئینۂ ادب اور بزمِ اقبال کے ذریعے رسول خان، محمد خان، رزاق کوکنی، شہاب الدین نانا، انیس تلہری، معراج صدیقی، محمد صاحب، سلیم قریشی، قادر لفافے والا، سبحان، اقبال، محمود وارثی، نیاز قریشی جیسے نوجوانوں نے ماحول بنائے رکھا۔ جبکہ جمعیت القریش، نونہال کمیٹی، ینگ بوائز سرکل، بزمِ صداقت، بریلی جماعت خانہ، بزمِ روشن، بزمِ اتحاد، بزمِ رہنما جیسی تنظیموں نے یہاں کی سماجی اور ثقافتی تاریخ مرتب کرنے میں نمایاں رول انجام دیا۔ ان دنوں استاد شاعر اسیر برہانپوری بھی مع اپنے شاگردوں کے قریش نگر میں مقیم ہیں۔ یہاں کی شعری و ادبی نشستیں اپنی منفرد اہتمام وضیافت کی بنا پر یادگار ہیں۔ خاص طور پر شمیم عباس قریش اُس مشاعرے کو اب تک نہیں بھولے جو مرحوم تبسم مالیگانوی کے اعزاز میں منعقد ہوا تھا اور مشاعرے کے بعد صاحبِ اعزاز کی

جانب سے شعراء کو گوشت کے پیکٹ تحفتاً دیئے گئے تھے۔ یہاں منعقد ہونے والی سیاسی تقریبوں میں غلام محمود بنات والا، ضیاء الدین بخاری، عبد الرحمٰن انتولے، ابراہیم فطرت، قیوم نشتر، ساجد رشید، سبھاشنی سہگل اور مقامی لوگوں میں حسن قریشی، اقبال مرشدی کا انداز بیان لوگوں کو آج بھی یاد ہے۔

یہاں کی مقبول و معروف سماجی و ثقافتی شخصیات میں غفور قریشی (۱۹۵۸ء میں سب سے پہلے کونسلر بنے) مجید قریشی، حاجی غرایب حسین، غلام رسول قریشی، یوسف ہارون، رئیس قریشی، یوسف چندو، سوناجی، رشید مومن، نور محمد، رئیس قریشی، اقبال مجید قریشی، مختار ماما، غنی ماما، ایڈوکیٹ سعید قریشی، طاہر قریشی جنھوں نے مولانا آزاد مالیاتی کارپوریشن کے ذریعہ کئی ضرورت مندوں کی مالی امداد کے لیے رہنمائی کی۔ مرحوم سرفراز قریشی جنھوں نے ''میداس'' کے ذریعہ علاقہ کے کئی نوجوانوں کو خلیجی ممالک میں برسرِ روزگار کیا۔ اس کے علاوہ جبار ہیرو، فدا حسین آرٹسٹ، خواجہ گائے والا بھی اس علاقہ کی سرکردہ شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ شائقینِ ادب میں یسٰین ماسٹر، طاہر ماسٹر، مرحوم رشید نانا، مرحوم معید ماسٹر، نظر قریشی، مرحوم لطیف سر، بشیر احمد ملاّ، قاسم ملاّ، حسن قریشی، بشر قریشی، نور محمد، سیف اللہ، نور محمد چھتری والا، ہلال قریشی، محبوب شیخ، زندہ ولی، چکوا سیٹھ، ابراہیم گائے والا، نوشاد قریشی وغیرہ کے نام ذہن میں محفوظ ہیں۔

سیاسی و سماجی منظر نامے کے چند اہم ناموں میں موہن کھانولکر، بابو اشرف، شیخ احمد کانچ والا، سابق چیف منسٹر بابا صاحب بھونسلے، غلام رسول قریشی، ایکناتھ کوپرڈے، الپنا تائی پینٹر، مرحوم عبد الرؤف پٹیل، تصدق خان ہینگر والے، بشیر خان ہاتھی والا یاد ہیں جبکہ بعد کے زمانے میں جونسل سماجی میدان میں سامنے آئی اس میں وجے تانڈیل،

www.urduchannel.in

سراج دیشمکھ، سراج ریتی والا، زرینہ قریشی، رضیہ عطار، حنیف قریشی، بادشاہ کیبل والا، رؤف قریشی، ایڈوکیٹ کونین، مقصود مچھی والا، راشٹروادی کے سرگرم لیڈر جناب رؤف جمن قریشی وغیرہ جو مختلف سیاسی پارٹیوں سے وابستہ رہتے ہوئے بھی علاقے کی فلاح و بہبود میں متحد ہو کر کوشاں ہیں۔

اسٹیج اور فلم کی دنیا میں طیب قریشی،، اقبال قریشی، معراج صدیقی، عنایت، شکیل ایس ٹی ڈی اور اقبال نیازی کے نام اہم ہیں۔ کھیل کے میدان میں بھی اس علاقے کی بہترین کارکردگی میں اخلاق ناردمنی، مشتاق قریشی، مرحوم لیاقت قریشی، جاوید مولانا، اخلاق قریشی، الطاف قریشی، مرحوم حشم الدین ضمیر قاضی وغیرہ اپنے زمانے کے بہترین کھلاڑی کہلائے۔

سیاسی اعتبار سے یہ علاقہ ہمیشہ کانگریس، مسلم لیگ اور جنتا دل کے پرچم تلے رہا۔ نواب ملک کے ایم۔ ایل۔ اے بن جانے کے بعد سے آج تک یہاں راشٹروادی کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئیں اور نواب ملک نے اس علاقے کی شکل و صورت ہی بدل دی۔

اخبار فروش رشید قریشی اور اشوک کھرات، چندر کانت کامبلے کافی مقبول تھے جبکہ نتھو دودھ والا کو بھی کافی شہرت حاصل تھی۔ اس علاقے نے محمد ضمیر کی شکل میں جج بھی دیا اور کسٹم آفیسر بھی۔ چاند قریشی کی شکل میں حوالدار بھی دیا اور انسپکٹر بھی۔ پہلے ڈاکٹر ہونے کا اعزاز اسحاق ٹرام پٹّے کے بیٹے عمر قریشی کو ملا..... مگر افسوس انھیں ڈاکٹری راس نہ آئی۔ ان کے طبی مشوروں نے اچھے خاصوں کو بیمار کر دیا۔ بعد کے زمانے میں سلیم صدیق، اخلاق قریشی نے اس میدان میں خوب نام کمایا۔ ڈاکٹر سلیم تو ان دنوں فوزیہ

نرسنگ ہوم کے مینجمنٹ میں شامل ہیں۔ علاقے کے پرانے ڈاکٹرس ڈاکٹر شالی، ڈاکٹر شرما، ڈاکٹر حفیظ، ڈاکٹر قریشی، ڈاکٹر نور محمد کے نام اہم ہیں۔ بعد کے دور میں ڈاکٹر ذکر اللہ اور ڈاکٹر مبین نے اقراء سوسائٹی کے ذریعہ قریش نگر کی علمی و تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ فلاحی خدمات کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

یہاں کے لوگوں میں سیاسی اور سماجی سطح پر بصیرت بھی ہے اور مروت بھی۔ الیکشن کے دن کو یہاں کے لوگ اپنے خلوص اور جوش سے عید کا دن بنا دیتے ہیں۔ یہاں کے ووٹ ہمیشہ فیصلہ کن رہے ہیں۔ قریش نگر سے متصل ایک پہاڑ ہے جس کی اپنی الگ دنیا ہے۔ ایک طرف حضرت ثناء اللہ باباؒ کی مزار، درمیانی علاقے میں لال ٹانکی۔ کسی زمانے میں سے یہاں سودیشی مل کو پانی سپلائی کیا جاتا تھا آج وہ خشک ہو کر عیدگاہ بن گئی ہے۔ پہاڑی کے آخری سرا جہاں سے اتریں تو چونا بھٹّی کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی سرحد ہے جہاں فساد کے زمانے میں تناؤ رہتا ہے.....حالانکہ دوران فساد قریش نگر ایک محفوظ قلعہ تصور کیا جاتا ہے اور ان حالات میں ریلیف کیمپ کا کام انجام دیتا ہے۔

اس علاقے کو قریش برادری نے بسایا اسی لیے یہ علاقہ برسوں تک قصائی واڑہ کہا جاتا رہا۔ تہذیبی قدروں کے عروج نے اسے قریش نگر بنا دیا۔ لیکن آج بھی یہاں سلاٹر ہاؤس کا نشان ایک گوشت مارکیٹ کی شکل میں قائم ہے۔ جہاں گوشت فروخت نہیں ہوتا البتہ ٹیرس پر ایک جماعت خانہ قائم ہے جہاں روز چہل پہل رہتی ہے۔ جہاں پرانا سلاٹر ہاؤس تھا وہاں اب میونسپل اسکول بن چکی ہے۔

قبرستان کے دروازے پر حافظ باباؒ کی درگاہ ہے.....قبرستان میں داخل ہوں تو

www.urduchannel.in

ایک میونسپل اسکول کی پرانی عمارت جس کے پڑوس میں یوسف گورکن رہتا ہے پتہ نہیں وہ زندہ ہے..... یا اسے بھی کوئی گورکن مل گیا۔ البتہ اُس کے وہ پرانے برگے آج بھی یاد آتے ہیں.....جو پتہ نہیں وہ کہاں سے لایا کرتا تھا۔ ہم لوگ اکثر قبرستان میں پڑھائی کے لیے جایا کرتے تھے.....ہم نے چوری سے ایک مچان بنا رکھا تھا۔ اور 'مشتاق باس' نے چور کنکشن دلوا کر لائٹ مہیا کرا دی تھی۔ میرے ساتھیوں میں حنیف قریشی، اقبال قریشی، نعیم اور ڈاکٹر سلیم نے اس قبرستان میں ''اسٹڈی روم'' بنا رکھا تھا۔

کافے ملن ہوٹل کے اوپر میونسپل اسکول جس کا میں پسندیدہ طالب علم تھا اور جہاں کے اساتذہ روزآنہ قبرستان میونسپل اسکول میں لیڈیس ٹیچرس کے لیے میرے ہاتھ کتابیں بھجوایا کرتے تھے۔ کتابوں کے لین دین کا یہ راز بعد میں مجھ پر کھلا۔ جب میں نے بشیر بدر کا یہ شعر پڑھا:

پڑھائی لکھائی کا موسم کہاں
کتابوں میں خط آنے جانے لگے

ہماری اسکول کے سامنے سراج ماموں کی لائبریری تھی، سٹیزن لائبریری، جہاں صرف ابنِ صفی رہتے تھے۔ بعد میں یہ لائبریری ہم نے خرید لی اور اس سے ہونے والی آمدنی سے اپنے تعلیمی اخراجات پورے کیے۔ یہ لائبریری دراصل ایک ادبی اور سماجی نکڑ تھی جہاں مرحوم لیاقت قریشی، جاوید مولانا، طیب قریشی، قادر بابا انڈے والے (جو اب لبیک نامی میڈیکل چلاتے ہیں) اخلاق قریشی، مشتاق نیگرو، نذیر کاتب، چاند قریشی اکثر جمع رہتے۔ لائبریری چونکہ بہت پرانی تھی اس لیے اکثر ناول بوسیدہ حالت میں تھے۔ جب ناول کے ابتدائی اور آخری صفحات کتاب سے الگ ہو جاتے تو پہچاننا مشکل

ہوجاتا کہ کتاب کا نام کیا ہے۔اور مصنف کون؟.....ایسے میں خاص طور پر مقصود مچھی والا آتے اور کتاب الٹ پلٹ کر فوراً بتادیتے کہ ابن صفی کی آخری شعلہ ہے۔

لائبریری کے بائیں جانب کاف ملن سے لگ کر بک بائنڈر یوسف ٹوچو تھے.....جن کے ماتھے سے پسینہ کے ساتھ ہمیشہ پریشانی اور جھنجھلاہٹ جھلکتی تھی۔ جسے مرحوم لیاقت قریشی ہمیشہ اپنی شرارت کا مرکز بناتے تھے۔دائیں جانب ایک بریج تھا جو قریش نگر سے تکیہ واڑ کو جوڑتا تھا۔ بریج کے نیچے تنظیم القریش کی آفس تھی۔نونہال کمیٹی کا اسٹڈی سینٹر اب وہاں لطیف کپڑے والے دکان ہے۔ ماہر جرّاح ڈاکٹر فاروق کا مشہور دواخانہ لائبریری کے سامنے تھا۔ایک مشہور ٹیلر تھے ہم نے ان کا نام Anytime ٹیلر رکھا تھا۔کپڑا دیجئے، نہادھوکر آیئے اور پہن لیجئے یہ ان کی خوبی تھی۔

قبرستان روڈ پر نذی قریشی کی الفتح بیف شاپ، جہاں شاعروں اور ادیبوں کو خصوصی رعایت اور عمدہ گوشت کی سہولت تھی.....اس کے قریب ہی مرحوم بفاتی بھائی کی دکان تھی۔ بفاتی بھائی ڈیل ڈول کے اعتبار سے فلمی پہلوان شیٹی لگتے تھے،لیکن مزاج دلیپ کمار کا سا تھا۔جن دنوں دلیپ کمار کی فلمیں ریلیز ہوتیں، بفاتی بھائی سفید کپڑوں میں ملبوس اپنی دکان پر بڑی شائستگی سے بیٹھتے اور اسی شائستگی سے گاہکوں سے پیش آتے۔ ''ہم مانتے ہیں کہ اس میں ہڈّی ہے مگر مہین.....'' یہ تھا بفاتی بھائی کا انداز ____ لوگ گوشت خریدنے کم، ان کی گلابی اردو سے محظوظ ہونے زیادہ آتے تھے۔ یہاں ناموں کے ساتھ عرفیت جوڑنے کا چلن بھی خوب ہے۔عثمان نابینا، غنیا، یوسف ٹوچو، حیدرایڑا، اخلاق ناردمنی، کپڑے والا لڈّو، شابونانا، طیب گرو، مشتاق باس، جبار ہیرو، انّو، آڑو اور جوان اپنے زمانے کا وہ خوبصورت نوجوان جو زندگی بھر ہاتھ گاڑی پر دیگیں پہنچاتا اور شام

www.urduchannel.in

میں پرانا کوٹ پہن کر دعوت اڑاتا، اس طرح کے بہت سے کردار ہیں جو قریش نگر کی کہانی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔

قریش نگر کے پکوان بھی خاصی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک زمانے میں جب یہاں دیونار تھا تو ہر گلی سے ''چُری'' کی خوشبو بھری آوازیں آتی تھیں فردوس ہوٹل میں منّا بریلی والے کے پکوان، عمر مٹھائی والے کی مٹھائی، استاد جلیل بھائی اور ابوبکر کے پان، بریلی ہوٹل کا قیمہ گھٹالا، مرغی ہوٹل کی چائے، رمضان کے مہینے میں محلّہ صبح تک جاگتا ہے۔شام میں بھی فروٹ اور رگڑے بھجیئے کی دکانوں سے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ برف اور فالودے کی دکانیں جگہ جگہ روزہ داروں کا استقبال کرتی ہیں۔ بڑی راتوں میں قبرستان آنے والوں کا رش دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔محرم کے دوران مجالس، جلوس تعزیہ اور سبیلوں کا اہتمام یہاں کی خصوصیت ہے۔ خاص طور پر حسینی گارڈن میں حسین دارو والا کی بنائی جھلکیاں دیکھنے کے لیے لوگ دور دور سے آتے۔ یہاں کے نوجوانوں میں مذہبی اور سماجی جذبی کوٹ کوٹ بھرا ہوا ہے۔الیکشن کے دوران یہ جوش اور جذبہ اور ابھر کر آتا ہے۔سماجی وفلاحی اداروں کے قیام میں بھی یہ علاقہ دوسروں سے مختلف ہے۔ یہاں ہر گلی میں ایک ادارہ قائم ہے۔اسلامی سینٹر کے قیام کے بعد یہاں کی دینی و مذہبی قدروں میں قابل قدر اضافہ ہوا۔اسی سے جڑے نوجوانوں نے آج ''بیت المال'' بنا کر ہزاروں ضرورت مندوں اور غریبوں کی مدد کررہے ہیں۔خاص طور پر اقبال قریشی، طیب قریشی، محمد عباس اور شکیل و دیگر رفقاء ہر ماہ یہ کام پابندی سے کررہے ہیں۔ یہاں مومن دکنی جماعت کے نام سے قائم ایک ادارہ بھی سرگرم عمل ہے۔مرکز کے ذمہ داروں ہی نے 'گرین ممبئی' کے نام سے یہاں ایک اردو اسکول شروع کیا ہے جو آج سکنڈری اسکول تک

پہنچ گیا ہے۔ پرنسپل صدیقی صاحب نے اس اسکول کے فروغ میں نمایاں حصّہ لیا۔ جبکہ یہ اسکول نور محمد، سیف اللہ، شیخ محبوب، ہلال قریشی، بشر قریشی اور آصف قریشی کی محنتوں کا ثمر ہے۔ انگریزی میڈیم کا وویک اسکول بھی یہاں کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس اسکول کے قیام میں جناب بابو قریشی اور ان کے خاندان کا اہم رول رہا ہے۔ وویک اسکول کے سامنے عارف ٹیلر کی دکان آج نظر نہیں آتی، جہاں کبھی کپڑے کم نظر آتے تھے اور ترقی پسندوں کا لٹریچر زیادہ۔ جہاں پہلے دیونار تھا، وہاں اب میونسپل اسکول کی شاندار عمارت ہے۔ اس اسکول میں بھی کئی اہم شاعر و ادیب مدرس کے طور پر آئے گئے۔ خاص طور پر مرزا حفاظت بیگ ماہر، برسوں تک اس اسکول میں مدرس کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جہاں سے پہاڑ شروع ہوتا ہے وہیں ایک دھوبی گھاٹ نامی بستی ہے جہاں ایک زمانے میں مشہور غزل سنگر کبیر صاحب مع اہل و عیال آباد تھے۔ بنگڑی والا چال بھی منفرد خصوصیت کی حامل ہے۔ یہاں ایک زمانے تک خاندیش اور ودربھ کے لوگ آباد رہے۔ ان میں سے بیشتر کا کام چوڑیاں فروخت کرنا تھا۔ اثر شولا پوری، حمید ادیبی، تنویر عالم، قیوم اثر اور نہ جانے کتنے ادیب و شاعر کا ٹھکانہ یہیں رہا۔ بنگڑی والا چال میں ہی آزاد سرکا 'عائشہ اردو ہائی اسکول' بھی وائم ہے۔ گذشتہ دنوں بھساول ریلوے اسٹیشن پر ہمارے ایک پرانے دوست جناب قدیر احمد سے ملاقات ہوئی جو ریلوے کی سروس سے ابھی ابھی ریٹائر ہوئے۔ وہ بھی ایک عرصہ تک بنگڑی والا چال میں رہے۔ انھوں نے جب قریش نگر کے لوگوں کو یاد کیا تو کئی چہرے میری آنکھوں میں ابھرے۔ جن کا ذکر اس مضمون میں میری کم علمی کے باعث نہ آسکا۔ بہرحال قریش نگر کی گوناگوں خصوصیات ہیں جن کے بیان کے لیے ایک کتاب درکار ہے۔

www.urduchannel.in

قریش نگر جہاں ختم ہوتا ہے، اب وہاں بنٹر بھون قائم ہے۔ کشادہ و خوبصورت ہال جہاں اردو کے تہذیبی اور سیاسی پروگرام ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اقراء ایجوکیشن کے سالانہ تقسیم انعامات کا جشن بڑے سلیقے سے منایا جاتا ہے، جہاں قریش نگر کے کامیاب طلباء کی پذیرائی کی جاتی ہے۔ نواب ملک کی کوششوں سے قریش نگر میں بہت کچھ بدل گیا ہے۔ خاص طور پر قبرستان کی ازسرِ نو تعمیر نے یہاں رہنے والوں کی تکالیف کو بہت حد تک کم کر دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ سڑکیں اب بھی اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ غیر قانونی تعمیرات نے بی ایس ٹی بس کو علاقے میں آنے نہیں دیا۔ گوشت کا کاروبار جو یہاں کی پہچان تھی اب رفتہ رفتہ ختم ہو چکا ہے۔ قریش برادری نے اپنی اپنی چالیوں میں بلڈنگیں بنالی ہیں۔ پانی کی نکاسی کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے گلیاں نالیوں کا منظر پیش کرتی ہیں۔ باوجود ان مشکلات کے یہ علاقہ اب بھی دوست پرور ہے۔ فساد کے زمانے میں یہ ریلیف کیمپ بن جاتا ہے۔ بھنڈارا کمپنی سے لگ کر ایک بستی ہے عمر واڑی، اور کھاچر واڑی۔ جہاں پر ایک زمانے میں مشتاق ساڑی والا رہتے تھے جو مذہبی و دینی جلسے کرنے میں شہرت رکھتے تھے۔ کھاچڑ واڑی، اتفاق چال میں اب بلڈنگیں تعمیر ہوگئی ہیں۔ یہ دراصل قریش نگر کا سرحدی علاقہ ہے۔ درمیان میں ریل کی پٹری ہے، اُس طرف نہرو نگر۔ فساد کے زمانے میں پٹریوں کے کنارے بچھے پتھر فسادیوں کے بہت کام آتے رہے۔

قریش نگر پر بزرگانِ دین کا بھی خاص کرم رہا ہے۔ حافظ بابا کی درگاہ سے شروع ہوکر چونا بھٹی کی درگاہ پر ختم ہونے والا یہ علاقہ جسے حضرت ثناء اللہ بابا کے پہاڑ نے اپنے دامن میں محفوظ کرلیا ہے، کئی علماء و مشائخ کی آماجگاہ رہا ہے۔ خاص طور سے حیدرآباد کے سیّد پیر بغدادی صاحب ایک عرصہ تک یہاں مقیم رہے اور ساکنان قریش نگر

قلوب کو اپنی نورانی تعلیمات سے منور کرتے رہے۔ مولانا اسمعیل عرف ایٹم بم، مولانا شبنم بستوی نے مذہبی محفلوں کو اجالا دیا۔ نوجوان نعت خواں کریم اللہ قادری کی آواز مائک پر گونجتی تو سماں بندھ جاتا۔ ایک مدت تک عید میلا دالنبی کے موقع پر خوش بیاں مقرر مولانا محترم ہاشمی میاں، عبیداللہ خاں اعظمی اور اعجاز کامٹوی یہاں بیان فرماتے رہے۔ مرکز کی وجہ سے جماعت کے کاموں میں بھی تیزی آئی بالخصوص امیر خان اور ان کے ساتھیوں نے یہاں کے ماحول میں دینی اور مذہبی بیداری کو فروغ دیا۔

قریش نگر صرف ایک علاقہ نہیں بلکہ چھوٹی سی ایک دنیا ہے۔ الگ الگ مسلک ونظریہ کے ساتھ بھی یہاں کے لوگ متحد ہیں۔ غم اور خوشی میں یہ اتحاد ابھر کر سامنے آتا ہے۔ بہت سے لوگ نقل مکانی کا شکار ہوئے لیکن ان کا دل اب بھی قریش نگر کی گلیوں میں دھڑکتا ہے۔ شادی بیاہ یا موت مٹی یا دیگر تقریبات کے موقع پر سارے قریش نگری ایک ہوجاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی خیریت پوچھتے ہیں اور آئندہ پروگرام کی اطلاع اور دعوت دیتے ہوئے رخصت ہوجاتے ہیں۔ میرے نزدیک قریش نگر کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اہلِ قریش نے جمعیت القریش نامی عالی شان مسجد کی تجدید نو کی۔ حاجی غرائب حسین قریشی اور ان کے فرزند غلام رسول قریشی نے قریش برادری کے ساتھ مل کر یہاں کی سیاسی وسماجی زندگی کو سمت ورفتار عطا کی۔ یہاں تقریباً ۷۰ دینی مدرسے، ۱۲ مسجدیں، ۴۰ فلاحی ادارے ہیں اور ایک بھی شراب کی دکان نہیں۔ پولیس والے بتاتے ہیں کہ یہاں جرائم کی تعداد نہیں کے برابر ہے۔ البتہ بارش کے دنوں میں چٹان کھسکنے کے واقعات سے شرح اموات میں اضافہ ہوتا ہے۔

وسائل کی کمی اور مسائل کی بھرمار نے یہاں طنز ومزاح کی بڑی گنجائشیں پیدا

www.urduchannel.in

کردی ہیں تسکین انصاری، شوقین لافانی، عرشی قریش نگری، جھنجھٹ جھنجھانوی نے یہاں کی زندگی کو اپنی مزاحیہ شاعری میں سمو کر یادگار بنادیا ہے۔ نشان صدیقی، پیشے کے اعتبار سے مصور ہیں۔ ان کا یہی ہنر شاعری میں بھی کام آتا ہے۔ شاعری کے خوبصورت برش سے انھوں نے آس پاس کی زندگی کی جو تصویریں بنائی ہیں وہ ہم سے باتیں کرتی نظر آتی ہیں۔ روزمرہ کی زبان بالخصوص علاقے کی بولی کو انھوں نے جس ہنرمندی سے شعری اسلوب میں ڈھالا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ نشان صدیقی کے یہاں طنز کے ساتھ ساتھ مزاح کی چاشنی بھی ہے، جو عام بول چال کی زبان کے ذریعہ نہ صرف قارئین کو محظوظ کرتی ہے بلکہ غزل کے شعران کی قلم سے نکل کر سنجیدہ قارئین کو بھی متوجہ کرتے ہیں۔ نشان راہ کی شاعری نشان صدیقی کا کل سرمایہ ہے۔ مہاراشٹرا اسٹیٹ اردو کادمی نے جب مجھے ممبر سیکریٹری منتخب کیا تو پہلی میٹنگ میں ہی میں نے اس مسودہ کی اشاعت کے لیے مالی امداد منظور کروائی۔ یہ مجھ پر فرض تھا اور قریش نگر کا قرض۔ غالباً یہ قریش نگر کا پہلا طنز و مزاح کا مجموعہ ہے۔ نشان صدیقی کی شاعری میں علمیت کم ہے ذہانت زیادہ۔ آگہی کم ہے تجربہ زیادہ۔ وہ خود بہت اچھے مصور ہیں، قریش نگر قبرستان میں ہزاروں کتبے اُن کی خوش خط ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ علاقہ کی کئی دکانوں پر ان کے لکھے بورڈ اب بھی ٹنگے ہوئے ہیں۔ اِن دنوں وہ سماعت اور بصارت کے مسئلہ سے دوچار ہیں لیکن قاسم امام، حامد اقبال اور شاہد لطیف کی آواز سن کر ان کی بصیرت اور سماعت اچانک روشن ہوجاتی ہے۔ نشان صدیقی کا تعلق قریش نگر سے ہے اس لیے میں نے قریش نگر کی مختصر تاریخ کو ان کی کتاب کا مضمون بنایا ہے۔ نشانِ زندگی کو انھوں نے قریش نگر کے فنکاروں کے نام منسوب کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے علاقے کے تئیں ان کی محبت کا مکمل اظہار ہے اور

میرا مضمون اس اظہار کی ستائش ہے۔ مجھے اس بات کا پوری طرح اعتراف ہے کہ اس مضمون میں کئی اہم نام شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس مضمون کو ان لوگوں کے نام معنون کروں جو میری کم علمی کے باعث اس قصۂ مختصر میں شامل نہ ہو سکے۔ مجھے امید ہے کہ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد لوگ باگ کئی اہم ناموں کا ذکر کریں گے.....اور ان کے ذکر کے ساتھ ہی یہ مضمون مکمل ہوگا۔ آخیر میں اپنے دوست انیس احمد تلہری اور پٹیل موٹر ٹریننگ اسکول کے نجیب رحمت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس کتاب اور اس مضمون کے محرک بنے۔

نشان صدیقی کے اس شعر پر اپنا مضمون ختم کر رہا ہوں، جس سے ان کے شعری سفر کا اندازہ ہوتا ہے۔

دیوانے بھاگ جا دامن کی ساری دھجیاں لے کر
یہاں تارِ گریباں سے نئی زنجیر بنتی ہے

☆☆☆

www.urduchannel.in

نشانِ محبت

☆شاہد لطیف

ممبئی آنے کے بعد، ادبی و شعری ذوق اور معمولی سا کچھ کہہ لینے کی صلاحیت نے جب مجھے قریش نگر کرلا پہنچایا تو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے میں اپنوں میں آ گیا ہوں۔ یہاں کے صاف ستھرے ادبی ماحول میں کئی ایسی شخصیات تھیں جن میں سے کچھ لوگ تو اس دار فانی سے کوچ کر گئے، کچھ اِدھر اُدھر ہو گئے اور جو اَب بھی رابطے میں ہیں وہ مجھے اُسی دور کی یاد دلاتے ہیں۔ اُس وقت انہی شخصیات کے دم سے کرلا کا یہ پسماندہ علاقہ نگار خانۂ ادب کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ آئے دن کی نشستیں، ادب نوازوں کے جمگھٹے، ضیافتیں، شعر خوانی، ادبی بحثیں اور لوگوں کا آنا جانا۔ برادر قاسم امام ان میں سے بیشتر سرگرمیوں کی روح رواں ہوا کرتے تھے۔ یہ خصوصیت اُنہیں اپنے ہمعصروں میں آج بھی ممتاز کرتی ہے لیکن اب وہ قریش نگر تک محدود نہیں رہ گئے ہیں۔

قریش نگر کے اُس دور کو یاد کرتا ہوں تو آج بھی کئی چہرے نگاہوں کے سامنے گھوم

جاتے ہیں۔ مجھ پر ان تمام لوگوں کا احسان ہے کہ ان کی جانب سے ابتدائی حوصلہ افزائی نہ ہوئی ہوتی تو میں کسی قابل بننے کی اپنی کوششوں کو کوئی رخ نہ دے پاتا۔ انہی لوگوں میں ایک نام تھا نشان صدیقی کا جسے سوچوں تو سادگی، انکساری اور محبت کے کئی نقوش بیک وقت اُبھرنے لگتے ہیں۔ وہ مزاحیہ شعر کہتے تھے، اب بھی کہتے ہیں لیکن شعر کہہ کر خوش ہو لینے یا شعر سنا کر اپنے مخاطب کو بھی اپنی خوشی میں شامل کر لینے کے علاوہ اُنہیں کبھی کوئی اور بات نہیں سوجھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو زیادہ دور تک متعارف نہیں کرا سکے۔ ممکن تھا کہ زندگی کے کسی موڑ پر اس کی ضرورت محسوس ہوتی لیکن نہ تو حالات نے فرصت دی نہ ہی مزاج نے اجازت۔ مفلوک الحالی کے اپنے مسائل ہوتے ہیں لیکن نشان صدیقی کی مفلوک الحالی اُن کا عیب نہیں بنی۔ اُس نے اُنہیں زیادہ قیمتی بنا دیا اور وہ یہ شعر کہنے کے قابل ہو سکے:

دوانے بھاگ جا دامن کی ساری دھجیاں لے کر
یہاں تار گریباں سے نئی زنجیر بنتی ہے

نشان صاحب تار گریباں سے بننے والی نئی نئی زنجیروں سے روزانہ اُلجھتے رہے اور کسی لمحہ آزاد نہیں ہوئے البتہ شعر کہنے اور دوستوں کو سنانے سے جو یک گونہ خوشی اُنہیں ملتی ہے وہی اُنہیں لمحے دو لمحے کیلئے ان زنجیروں سے آزاد کرتی ہے۔

وہ کسی سے اپنے حالات کا گلہ کرتے ہیں نہ ہی اپنی شاعری کے تعلق سے، چھوٹا موٹا سا ہی سہی، کوئی دعویٰ۔ اُنہوں نے زبان اور شاعری کو ہمیشہ کچھ دینے ہی کی کوشش کی ہے، اس سے کچھ طلب نہیں کیا۔ جہاں تک کچھ دینے کا سوال ہے، یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ زبان و ادب کو کچھ دے پائے ہیں یا نہیں البتہ یہ طے ہے کہ اُنہوں نے اس سے کچھ لیا

www.urduchannel.in

نہیں ہے۔ نہ شہرت نہ دولت نہ عزت (اس سلسلے میں جو کچھ بھی اُن کے پاس ہے وہ اُن کا اپنا ہے)۔ اُن کی غیرت مند طبیعت کو اس دُنیا کے طور طریقے کبھی آلودہ نہیں کر پائے۔ میلے کپڑوں میں ہونے کے باوجود اِتنا اُجلا ہونا نشان صدیقی کی شخصیت کا سب سے نمایاں عنصر ہے۔ رہا سوال شاعری کا تو جیسا کہ عرض کیا گیا، اس سلسلے میں کوئی دعویٰ وہ خود بھی نہیں کرتے۔ اس کے باوجود میں چاہوں گا کہ اسے نظر انداز نہ کیا جائے کہ جس محبت سے اُنہوں نے شعر کہے ہیں اگر اُنہیں اُتنی محبت سے نہ پڑھا گیا تو یہ ہماری کوتاہی اور سراسر ناانصافی ہوگی۔

☆☆☆

حمد

مالک و مختار، یہ دنیا تیری جاگیر ہے
ظاہر و باطن میں پنہا، تیری ہی تنویر ہے

سربسجدہ بارگاہ رب میں، جو تصویر ہے
باالیقیں تصویر، وہ ہی صاحب تقدیر ہے

چاند، سورج اور ستارے، شہر جنگل اور پہاڑ
دستِ قدرت سے بنائی تو نے یہ تصویر ہے

ایک ہی تصویر، لیکن چہرے ہیں سب کے جدا
مرحبا تیرے قلم میں، کیسی یہ تاثیر ہے

حکم ربی پر کیا، نہ سجدہ جس تصویر نے
اب اسی تصویر کو، جکڑی ہوئی زنجیر ہے

رنگ ہر تصویر کا، پل میں مٹا دیتا ہے تو
تیرے دستِ غیب میں واللہ کیا تاثیر ہے

اول و آخر ہے تو ہی، ہم فنا ہو جائیں گے
مختصر سی زندگی کی، بس یہی تفسیر ہے

ہر نفس میں تو ہی تو ہے اور تیری حمد و ثنا
دل کی پیشانی پہ تیرا نام ہی تحریر ہے

تو درِ معبود سجدوں سے سجا دے اے نشاں
سنگ در حاضر ہے پھر کس بات کی تاخیر ہے

www.urduchannel.in

نعت

ہے میرے دل میں سید ابرار کی تڑپ
سرکارؐ ہی سمجھتے ہیں بیمار کی تڑپ

مانا ابھی ہے گنبد خضرا نظر سے دور
منزل پہ جا کے ٹھہرے گی دیدار کی تڑپ

جنگ احد میں جس گھڑی حمزہؓ ہوئے شہید
دیکھی سبھوں نے، احمد مختارؐ کی تڑپ

تشنہ لبی ہے ساقیٔ کوثر سے منسلک
میخانہ لے کے پہنچے گی میخوار کی تڑپ

جنت میں داخلے کی سند دیں گے مصطفیٰؐ
ہوگی نہ رائیگاں دل لاچار کی تڑپ

بو بکرؓ ہوں عمرؓ ہوں کہ عثمانؓ اور علیؓ
ایماں کی پختگی ہے انہی چار کی تڑپ

محشر کے روز، شافع محشرؐ کو دیکھ کر
مٹ جائے گی نشانؔ گنہگار کی تڑپ

یہ کس کا درد ہے، دل میں نہاں، نہیں معلوم
یہ کون، مجھ پہ ہوا مہرباں، نہیں معلوم

زمین پہ سجدے نہ کرتا، تو اور کیا کرتا
میری جبین کو، تیرا آستاں نہیں معلوم

نبھا رہا تھا، میں رسم وفا سلیقے سے
وہ کس سبب سے ہوا، بدگماں نہیں معلوم

لگی تھی آگ، نشیمن میں اتنا یاد رہا
پھر اس کے بعد ہوا، کیا وہاں نہیں معلوم

کیا ہے یاد مجھے، موت نے کہ دلبر نے
کیوں آ رہی ہیں مجھے ہچکیاں نہیں معلوم

تباہ کس نے کیا، کس کا نام لوں صاحب
نشاںؔ خود مجھے اپنا نشاں نہیں معلوم

www.urduchannel.in

لہو میں انگلیاں ڈوبی ہیں جس کی دل ہے پتھر کا
لقب پایا ہے اس نے آج یکجہتی کے پیکر کا

کبوتر امن کا لیکر چمن میں پھر رہا ہو گا
لہو اب تک نہیں سوکھا ہے جس قاتل کے خنجر کا

محافظ بن کے آئے وہ مگر تھے خون کے پیاسے
پلا کر خون میں احساں اتار آیا ہوں لشکر کا

وہ رہزن ہے کھلا یہ راز ہم پر رات ہوتے ہیں
لبادہ دن میں جو اوڑھے ہوئے بیٹھا تھا رہبر کا

میں جس کے سائے میں خود کو بڑا محفوظ سمجھا تھا
گرا ہے میرے سر پر دیکھئے چھپر میرے گھر کا

قیامت کیسی ہوتی ہے ہمارے دل سے تم پوچھو
نظارا دیکھا ہے ہم نے تو لاشوں کے سمندر کا

نشاںؔ تلوار کا تو زخم اک دن بھر ہی جاتا ہے
مگر ہاں، زخم بھرتا ہی نہیں لفظوں کے نشتر کا

بستر مرگ پہ دیکھے کوئی بیمار کی ضد
آخری وقت ہے محبوب کے دیدار کی ضد

تیرے مرجھانے پہ بھی، ساتھ نہ چھوڑیں گے کبھی
تھی یہی پھول سے لپٹے ہوئے ہر خار کی ضد

ساقیا میں نہیں جاؤں گا یہاں سے تشنہ
پوری کرنا ہی پڑے گی تجھے میخوار کی ضد

اہل فن ناز کریں، فن پہ مگر حد میں رہیں
فن کا معیار گھٹا دیتی ہے فنکار کی ضد

جیت سکتا ہے تو اخلاق سے دنیا بھر کو
پہلے یہ شرط ہے تو چھوڑ دے بیکار کی ضد

وہ ہے خوشبو کبھی مٹی میں نہیں آ سکتا
پوری کس طرح بھلا ہوگی طلبگار کی ضد

دل کا سودا ہے ذرا سوچ سمجھ لے پہلے
کہیں مہنگی نہ پڑے دل کے خریدار کی ضد

وہ ہے معبودِ محبت بھی کرم ساز بھی ہے
بخش دیتا ہے یقیناً وہ خطاوار کی ضد

www.urduchannel.in

تا عمر عقلمندوں سے ہی دوستی رہے
علم و ہنر کی دل میں سدا روشنی رہے

یا رب تیرے حضور ہے بس اتنی التجا
ایماں سے زندگی مری، ہر دم سجی رہے

ہو خدمتِ عوام کا جذبہ مجھے نصیب
یعنی مری حیات کسی کام کی رہے

روزی مجھے مشقت ومحنت کی ہو عطا
دل مطمئن ہو، گھر میں بھی آسودگی رہے

جو علم کی تلاش میں گھر چھوڑ آئے ہیں
ان سب کی جھولی علم و ہنر سے بھری رہے

جھک کر ملوں، ادب سے ملوں، تاکہ ہر گھڑی
ہر خاص و عام میں مری عزت بنی رہے

اے ربِّ دو جہان، نشاںؔ کی ہے التجا
احباب کی یہ بزم، ہمیشہ سجی رہے

اس طرح سے چھوڑ آؤ، مجھ کو دیوانوں کے بیچ
شمعِ محفل جس طرح، رہتی ہے پروانوں کے بیچ

باتیں تھیں لاکھوں کی لیکن، خاک ہو کر رہ گئیں
کیونکہ رفتہ رفتہ وہ، پہونچی تھیں نادانوں کے بیچ

گردشِ دوراں نے مجھ کو، گھیرا ہے کچھ اس طرح
ایک ہلچل سی مچی ہے، دل کے ارمانوں کے بیچ

شہر میں اب، تل بھی دھرنے کی جگہ باقی نہیں
بستیاں بسنے لگیں ہیں، اب تو ویرانوں کے بیچ

اب سکونِ زندگی کا، ہم نے پایا ہے نشاںؔ
درمیاں اپنوں کے ہیں ہم، اور نہ بیگانوں کے بیچ

www.urduchannel.in

بھنور شرمندہ ہے، دریا کے دھارے رقص کرتے ہیں
مری کشتی کو لے کر، جب کنارے رقص کرتے ہیں

نقاب رخ، الٹ کر کون آیا ہے گلستاں میں!
بہاریں وجد میں آئیں، نظارے رقص کرتے ہیں

لٹانے شمع کے موتی، بوقت صبح کون آیا
چمن میں پھول، دامن کو پسارے رقص کرتے ہیں

☆☆☆☆☆

تم ہو منصف، تو عدالت کو یوں رسوا نہ کرو
صاف گوئی میں کبھی، جان کی پرواہ نہ کرو

چند سکوں کے لئے، خود کو یوں بیچا نہ کرو
دستِ قاتل سے، کبھی جان کا سودا نہ کرو

جتنا چھانٹو گے مجھے، اتنا ہی میں پھیلوں گا
میں شجر ہوں، میری ٹہنی کو تراشہ نہ کرو

غرق ہو جائے گا، خود اس میں تمھارا ہی وجود
اپنی مٹّھی میں، مقیّد کبھی دریا نہ کرو

حاکمِ وقت نے، یہ قید لگائی ہم پر!
ظلم پر ظلم، سہو ظلم کا چرچا نہ کرو

ہو کے رہ جاؤ گے، تقسیم کئی حصوں میں
آئینہ ٹوٹا ہے دل کا، اسے دیکھا نہ کرو

جب کسوٹی پہ، کسوگے میں کھرا اتروں گا
میں مکر جاؤں گا، ایسا کبھی سوچا نہ کرو

تم ہو انسان، تو انسان کی قیمت سمجھو
قومی یکجہتی کا، اس طرح تماشہ نہ کرو

حق کی آواز ہوں، پاؤ گے نہ تم میرا نشاںؔ
تم بھٹک جاؤ گے، آوا زکا پیچھا نہ کرو

www.urduchannel.in

ہے تقاضہ دل کا، چلئے کوئے جاناں کے قریب
جائیگا چھوڑ کر، مجھ کو مہربان کے قریب

اس کے استقبال کو، خود آتی ہے موجِ رواں
لیکے کشتی، جو پہنچ جاتا ہے طوفاں کے قریب

دورِ حاضر کے، نئے دیوانوں سے پوچھو ذرا
ہاتھ رک جاتے ہیں کیوں؟ آ کر گریباں کے قریب

دوریاں بڑھتے ہی وہ، نظروں سے اوجھل ہو گئے
جو رہا کرتے تھے کل، میری رگ جاں کے قریب

میری ہی مانند، دنیا بھی پریشاں حال ہے
کون آئے گا بھلا، حالِ پریشاں کے قریب

ابتدائے عشق میں م، دل شاد و خرّم تھا مگر
رفتہ رفتہ پہونچے ہم بھی، شامِ ہجراں کے قریب

اے نشاںؔ، تا عمر ہم نے پھول بانٹے ہیں مگر
دیکھئے کانٹے پڑے ہیں، آج داماں کے قریب

شمع پر جلنے کی خاطر، آیا تھا پروانہ خود
کرلیا منظور اس نے، عشق میں جل جانا خود

شہر یہ انسانوں کا، جنگل اور اس بھیڑ میں
رونما ہوتے ہیں یاروں، حادثے روزانہ خود

دشمنانِ عشق کی تعداد جب بڑھ جائے گی
جانب صحرا چلا جائے گا، پھر دیوانہ خود

روزِ محشر وہ کہیں گے، یہ میرا دیوانہ ہے
کام میرے آئے گا، تب ان کا یہ فرمانا خود

ان گھٹاؤں کو ذرا، کھل کر برس جانے تو دو
کھل ہی جائے گا، میری خاطر در میخانہ خود

اس کی خاموشی کو ہم، عنوان کیا دیں گے بھلا
دل کے کاغذ پر رقم کرتا ہے جو افسانہ خود

یعنی پستی سے، بلندی پر پہونچتے ہی مرے
آ کے قدموں پر گرے گا، اپنا کیا بیگانہ خود

ساقیٔ میخانہ کی، پڑنے تو دو مجھ پر نظر
روبرو چل کے میرے، آجائے گا پیمانہ خود

ہم رہیں، یا نہ رہیں، اس بزم میں چلئے نشاںؔ
نذر کر آئیں گے ان کو جان کا نذرانہ خود

www.urduchannel.in

بلبلوں سو جاؤ چپ سے، غل گپاڑا مت کرو
تم شب ہجراں کا، میری یوں کباڑا مت کرو

جانِ جاں کھو جائے نہ، آنکھوں کی بینائی کہیں
میں تھری ڈی ہوں، بنا عینک کے تاڑا مت کرو

سیکھ کر جوڈو کراٹے، ہانڈی چولھا چھوڑ کر
گھر کو تو چھٹکی کی امّاں، تم اکھاڑا مت کرو

اور بیگم، میں کوئی بچھڑا نہیں ہوں گائے کا
شیر کی طرح مجھ پر، روز دھاڑا مت کرو

اس میں بدنامی تمھاری، ہوگی اے مجنوں میاں
نام محبوبہ کا لیکر، کپڑے پھاڑا مت کرو

بزم غالب تم پہ لعنت، بھیجتی ہے دم بدم
اے نشاںؔ بزمِ ادب میں، آ کے راڑا مت کرو

ماڈرن فرہاد اب یہ، کر کے آسانی مرا
پھینک کر تیشہ، لگا کر ضرب التھانی مرا

نہ مری وہ، مر گیا غیرت سے اس کا آدمی
وہ تھی ہرجائی، تھا اسکی آنکھ کا پانی مرا

تھونپ کر کُل سات بچے، ادھمری بیگم کے سر
اپنے سر کی ، اس کے سر دیکر پریشانی مرا

بینک میں نوٹوں کے بنڈل، اب بھی میرے نام ہیں
میری خاطر باپ یہ کرکے مہربانی مرا
ہم تو اپنی فاقہ، مستی میں دیکھو مست ہیں
سنتے ہیں کل اک، تونگر کھاکے بریانی مرا
شاید اسکا حسن، انٹرنیشنل تھا اس لئے
اس پہ جاپانی مرا، سندھی و افغانی مرا
موت خود آکے تجھے، لیجائیگی اک دن نشاںؔ
تو بچے گا کس طرح غالبؔ مرا، فانیؔ مرا

www.urduchannel.in

لائے ہیں، جو خرید کر بکرا
موٹا تازہ ہے، معتبر بکرا
ہائے دیکھو، کہ غم میں بکری کے
سب سے ٹکرائے، اپنا سر بکرا
ہوکے بیتاب، بکریاں بولیں
کون جانے، کدھر گیا بکرا
آتا ہرگز، نہ بکنے منڈی میں
چاند کی، پاتا جو خبر بکرا
ہوگی قربانی، اور بٹے گا گوشت
یوں بھی پہونچے گا، سب کے گھر بکرا
وہ نہ لنگڑا تھا اور نہ اندھا تھا
یاد آئے گا، عمر بھر بکرا
ہم، سواری کرینگے بکرے پر
حشر میں، ہوگا ہمسفر بکرا
باخدا! اپنی خیر مانگو تم
آگیا خواب میں، اگر بکرا
شان سے دیکھو، ہو گیا قربان
اے نشاںؔ، تیرے نام پر بکرا

جینا اس دور میں، دشوار ہے آسان نہیں
زندگی کھیل کا یارو، کوئی میدان نہیں

زندہ لاشوں کی یہ بستی ہے، عزیزوں دیکھو
چلتے پھرتے ہیں یہاں جسم، مگر جان نہیں

بوجھ کر لال بجھکڑ، یہ پہیلی بولا
دور خوشحالی کا، آئے گا یہ امکان نہیں

گر ہی جائے گا، اک روز پچھاڑی کھا کر
وقت سے لڑتے رہو، وقت پہلوان نہیں

روٹی کپڑا ہے کہاں، اور نہ رہنے کو مکاں
آج لیڈر کے سوا، کون پریشان نہیں

راہِ ایمانی سے، تو ہٹ گیا مومن ہو کر
تو مسلماں ہے، مگر رب کا تجھے دھیان نہیں

اس کو ہم، راہ کا پتھر ہی سمجھتے ہیں نشاںؔ
جس کے سینے میں، اگر تھوڑا بھی ایمان نہیں

www.urduchannel.in

بھوک افلاس نے، کی ایسی حجامت میری
لوگ پہچان نہیں، پاتے ہیں صورت میری

ہو گئی، لوگوں میں مشہور حماقت میری
اس لئے بڑھ گئی، جلسوں کی صدارت میری

مارو ٹھوکر نہ مجھے، میں کوئی پتھر تو نہیں
یارو پڑ سکتی ہے کل، تم کو ضرورت میری

جوتیاں کھائی ہیں جس دن، سے تیری محفل میں
بس اسی دن سے، تو جاگ اٹھی ہے قسمت میری

ان کا دیدار، کفن پھاڑ کے میں کر لوں گا
دیکھنے آئیں گے، جس وقت وہ میت میری

ہاتھ میں آ کے، میرے اڑ گئی چڑیا افسوس
رائیگاں ہو گئی، دن رات کی محنت میری

میں تو سرتاپا گنہگار ہوں یہ سچ ہے نشاںؔ
عیب غیروں کے، گناؤں نہیں عادت میری

زردار دیکھتا ہے، صدا مال وزر کے خواب
مفلس تو دیکھتا ہے، بس آلو شکر کے خواب

بلّی کو، چھیچھڑے ہی نظر آئے خواب میں
دیکھے ادھر کے خواب، کہ دیکھے ادھر کے خواب

بینائی گر نہیں ہے تو، چشمہ لگا کے دیکھ
کتنے حسین ہوتے ہیں، وقتِ سحر کے خواب

دو چار خواب ہوں، تو چلو یار ہم رکھیں
مشکل ہے یاد رکھنا، صدا عمر بھر کا خواب

راتوں کے خواب، دن میں تعاقب مرا کریں
بے چین روز کرتے ہیں دل میں اتر کے خواب

میرا سفر ہے جاری، کہ تنہا نہیں ہوں میں
اکثر سفر میں دیکھتا ہوں، ہم سفر کے خواب

ویرانے میں پڑا ہوں، مگر اصل میں نشاںؔ
بیتاب مجھ کو کرتے ہیں، دیوار و در کے خواب

www.urduchannel.in

چاہے مادہ ہو، یا نر مکّھی
یعنی سمجھو ہے دردِ سر مکھی

ڈگری پا کے بھی، نوکری نہ ملی
میں نے ماری ہے، عمر بھر مکّھی

مال میٹھا، جدھر نظر آیا
بھنبھنانے لگی، ادھر مکھی

اس کو ڈنڈا نہ ماریئے، صاحب
آ کے بیٹھے جو ناک پر، مکھی

بیٹھ کر انکے، گورے گالوں پر
اپنا دکھلا گئی ہنر، مکّھی

جسم خاکی پہ بھنبھناتی ہوئی
قبر میں بھی اتر گئی، مکّھی

باقی اب کیا رہا نشاںؔ تم میں
کھا گئی جان، دل، جگر مکّھی

الٰہی! کس دوا سے ہوگا، یہ درد نہاں غائب
زمیں نکلی ہے پیروں سے، تو سر سے آسماں غائب

چھڑی لیکر ترے ابا، مجھے جب آزمائیں گے
میں ہوجاؤں گا فضلِ رب سے، وقت امتحاں غائب

وہ اڈہ ڈاکوؤں کا تھا، کہ میونسپل دواخانہ
جہاں پر دن میں ہی ہوجاتی ہے، لڑکی جواں غائب

ہوا فیشن کی بوڑھوں کو بھی، غارت کر گئی دیکھو
کہ سب کو چھوڑ کر گھر سے، چھ بچوں کی ماں غائب

میرا ہمراز تھا، ہمدرد تھا، غمخوار تھا لیکن
وہی دل ہو گیا پہلو سے، نہ جانے کہاں غائب

بڑا دعویٰ تھا اس کو، باغبانی کا مگر دیکھو
خزاں آتے ہی گلشن سے، ہوا کیوں باغباں غائب

تعصب چھوڑ کر، مل جل کے آؤ ہم یہی سوچیں
ہوا ہے امن کا دنیا سے، کیوں نام ونشاںؔ غائب

www.urduchannel.in

نہ طبلہ تھا نہ سارنگی، نہ گھنگھرو تھے نہ سرگم تھا
کل انکی بزم میں، حدِّ نظر تک ہو کا عالم تھا

جسے میں چاہتا تھا خواب میں، دیکھا ہے یوں اسکو
کہ وہ راکٹ میں بیٹھی تھی، اور اسکے ہاتھ میں بم تھا

ڈبو کر چلّو بھر پانی میں، یوں ہمت شکن بولا
میری لٹیا وہاں ڈوبی، جہاں پانی بہت کم تھا

وہ مجھ سے مل کے ہر دم، پوچھتے ہیں غیر کی خبریں
میری ہستی نظر میں اس کی، اک اخباری کالم تھا

یکا یک کیا ہوا موسم کو، جو تے کیوں برستے ہیں
ابھی تو باغ میں، چھایا ہوا پھولوں کا موسم تھا

اجل نے آ کے سچ پوچھو، تو میری آبرو رکھ لی
وگرنہ غم اٹھانے کا، بھلا مجھ میں کہاں دم تھا

ہزل پڑھ کر نشاںؔ جب، اسکی جانب میں نے دیکھا تو
سر محفل، وہ سر سے پاؤں تک، برہم ہی برہم تھا

یہ ہوا حاصل ہمیں، اس بزم میں جانے کے بعد
دل ہی پہلو میں نہ تھا، دیکھا جو گھر آنے کے بعد

لاش پر میری، جو بیٹھے رو رہے تھے ہمنوا
کھا رہے ہیں ڈٹ کے بھائی، مجھ کو دفنانے کے بعد

چھِن گئی کرسی، تو لیڈر رو کے یہ کہنے لگا
ہم پہ انگارے نہ برسا، پھول برسانے کے بعد

جل گیا میرا نشیمن، غم نہیں مجھ کو مگر
کتنی رونق ہے چمن میں، برق لہرانے کے بعد

کل سرِ بازار اس نے، الٹا تھا رخ سے نقاب
اک جھلک دکھلائی اس نے، کتنا ترسانے کے بعد

اے دلِ نادان ان پر، مفت میں تو مر مٹا
کیا ہوا حاصل تجھے یوں، ٹھوکریں کھانے کے بعد

اسکے پہلو میں گرے، یا اس کے قدموں پر گرے
اے نشاںؔ بیخود تھے ہم تو، جام چھلکانے کے بعد

www.urduchannel.in

اوروں کی نہ سن، اپنی سنا اور کھسک جا
جی کھول کے بے پر کی اڑا، اور کھسک جا

تو اپنی ہزل نظم سے، روتوں کو ہنسا کر
اسٹیج پہ خود، آنسو بہا اور کھسک جا

آجائے کوئی شاعرہ، گر بزم سخن میں
پہلے اسے اے یار پٹا ، اور کھسک جا

آجائے اگر آج ادھار اپنا وہ لینے
اشعار سنا اس کو وٹا اور کھسک جا

چور آئے اگر گھر میں تو، دروازہ نہ رکھ بند
خاموش نہ رہ ، شور مچا اور کھسک جا

نمبر ترے پاس اسکے، موبائیل کا اگر ہے
نمبر کو ملا، اس کو بلا اور کھسک جا

شعرا تنے سنا، چیخ کے بول اٹھے یہ مجمع
جان چھوڑ، نشاںؔ، گھنٹی بجا اور کھسک جا

یہ غم ہے حسن کے بازار میں، ہم رات بھر جاگے
ہوا حاصل نہ کچھ، بیکار میں ہم رات بھر جاگے

سنا تھا گھاس لیکر آتی ہے، وہ روز بن ٹھن کر
تو مینڈا بن کے بھی، دیونار میں ہم رات بھر جاگے

ہمیں جانا تھا کرلا، جا چکی تھی آخری گاڑی
اکیلے بن کے الّو، کھار میں ہم رات بھر جاگے

تصور میں میرے، سونے کے سکّے رقص فرما تھے
اسی کی گونج کی جھنکار میں ہم رات بھا جاگے

نہ آنا تھا اسے، نہ آئی وہ اس بات کا غم ہے
فقط اک خواہش دیدار میں، ہم رات بھر جاگے

کہا تھا تو نے، بیٹھو، صبح ہوتے ہی چلے جانا
اندھیرا تھا تیری سرکار، میں ہم رات بھر جاگے

نشاںؔ اسنے کہا تھا، پھاند کے آؤنگی دیواریں
نشانہ باندھ کر دیوار میں، ہم رات بھر جاگے

www.urduchannel.in

ذہن پر جب فکر کے، پڑتے ہیں پتھر رات کو
سانپ بن کر اس گھڑی، ڈستا ہے بستر رات کو

جو بڑی ہوشیاری سے چلتا تھا، اس نے بھی میاں
اپنی ہی دہلیز پر، کھائی ہے ٹھوکر رات کو

شہر میں ناپاک سائے، پھر رہے ہیں کو بہ کو
بیکسوں کی لوٹنے، عصمت کی چادر رات کو

میں چراغِ مفلسی میں، بھر کے اشکوں کا لہو
روشنی کرتا ہوں شب بھر، گھر کے اندر رات کو

جن کو منزل کی خبر، نہ راستے کا ہے شعور
ایسے رہزن، گھر سے نکلے، بن کے رہبر رات کو

اس نشیمن کو جلے تو، اک زمانہ ہو گیا
ایک شعلہ راکھ سے، اٹھتا ہے اکثر رات کو

سوتے ہیں مفلس کے بچے، فاقے سے اس دم نشاںؔ
صبر والوں کی کہانی، ماں سے سن کے رات کو

میرے قدموں پہ گر کے، جس دم، پیمانہ کا دم ٹوٹا
لرز اٹھی صراحی دم میں، میخانے کا دم ٹوٹا

اسے نہلایا شبنم نے، کفن غنچوں نے پہنایا
بوقت صبح جب بیچارے، دیوانے کا دم ٹوٹا

وہ دشمن تھے چلو، ان سے کنارا کرلیا میں نے
ہجوم دوستاں میں، میرے یارانے کا دم ٹوٹا

کتابِ زیست کے، اوراق پہ عنوان کیا لکھوں
خوشی کی جستجو میں، غم کے افسانے کا دم ٹوٹا

بھری محفل نے دیکھا ہے، جنوں میں رقص فرما تھا
یہ سچ ہے شمع کے پہلو میں، پروانے کا دم ٹوٹا

مرے حق میں یہ تسبیح، اے نشاںؔ بے فیض ہے شاید
گئی جس دانے پر انگلی، اسی دانے کا دم ٹوٹا

www.urduchannel.in

باغ میں ہیں بہار کے تمبو
گل پہ چھائے نکھار کے تمبو

اپنے وعدے پہ وہ نہیں آئے
گر پڑے انتظار کے تمبو

مجنوں صحرا میں سو رہا ہو گا
تانے دامن کے تار کے تمبو

اس کے تمبو میں ہوگئی بھگدڑ
دیکھے جب تھانیدار کے تمبو

گل جو ٹوٹے تو یہ بھی لازم تھا
کیوں نہ ٹوٹیں گے خار کے تمبو

بے رخی کی ہوائیں چلتے ہی
اڑ گئے اعتبار کے تمبو

کوئی ان کو گرا نہیں سکتا
ہیں یہ صبر و قرار کے تمبو

فکر نہ کر نشاںؔ سو جا تو
تان کر زلف یار کے تمبو

کبھی خنجر، کبھی بھالا، کبھی وہ تیر بنتی ہے
کبھی انگڑائی لیکر، صورت شمشیر بنتی ہے

بنا سکتے نہیں اک گھر، کبھی اپنی مشقت سے
کرو پھاندے پہ پھاندہ، تب کہیں جا گیر بنتی ہے

طفیلِ عشق وہ ٹیڑھی ہوئی ہے، اس قدر توبہ
مُصوّر میں کہاں، اسکی کوئی تصویر بنتی ہے

دیوانے بھاگ جا، دامن کی ساری دھجیاں لیکر
یہاں تار گریباں، سے نئی زنجیر بنتی ہے

اثر الٹا کیا بیگم پہ، مولانا کے گنڈے نے
میں کہتا ہوں کہ بن چمچہ، تو وہ کفگیر بنتی ہے

بنانی ہے مجھے پھوٹی ہوئی، تقدیر اے لوگو!
دکھا دو کارخانہ، وہ جہاں تقدیر بنتی ہے

نشاںؔ ہم کو گرانی نے، بڑا مجبور کر ڈالا
نہ حلوہ پوری بنتی ہے، نہ گھر میں کھیر بنتی ہے

www.urduchannel.in

حجام کی طرح، نہ یہاں زلف یار کاٹ
فرہاد بن کے، دشت میں جا، کوہسار کاٹ

بس میرا نام رہنے دے، عاشق کی لسٹ میں
باقی ہیں تیرے جتنے بھی، امیدوار کاٹ

ہے شاعری کا بھوت، نہ اترے گا سر سے یہ
تعویز لاکھ باندھ، تو لیمو ہزار کاٹ

رخصت کے وقت، اتنا ہی کہہ کر گیا تھا وہ
رو رو کے عمر بھر تو، شب انتظار کاٹ

لیکر فرار ہو گیا، معشوق جو تری
کتّے کی طرح اس کو تو، دیوانہ وار کاٹ

میں انتظارِ یار میں، سو جاؤں نہ کہیں
کھٹمل میرے عزیز، مجھے بار بار کاٹ

پیغام اس کا فون پہ، آیا نہیں نشاںؔ
کھمبے پہ چڑھ کے، جتنے بھی پھیلے ہیں تار

کھلا وہ چنڈو خانہ پڑا ہے
پینک میں مستانہ پڑا ہے

بچے ہیں مشغول شرارت
بستر پر مولانا پڑا ہے

کل رویا تھا آج بھی گھر میں
آنسو کا ہر دانا پڑا ہے

بہروں کی محفل میں مجھ کو
اونچے سُروں میں گانا پڑا ہے

خوشیاں تو منہ موڑ چکیں ہیں
غم کو ہی اپنانا پڑا ہے

آپس میں ہی لڑ بیٹھے سب
ہر اک کو سمجھانا پڑا ہے

میرا سر اور اس کی سینڈل
غیرت سے مرجانا پڑا ہے

جب بھی آیا جھونکا ہوا کا
کھل کر مرجھانا پڑا ہے

بعد جمعہ مسجد سے گھر
ننگے پاؤں ہی آنا پڑا ہے

آئینہ جب میں نے دیکھا
خود سے ہی شرمانا پڑا ہے

گھر میں اپنا حال ہے ایسا
اپنوں میں بیگانا پڑا ہے

حسرت اور خواہش کو اپنے
دل میں ہی دفنانا پڑا ہے

اور نشاںؔ کیا لکھوں ہزل میں
ایک طویل افسانہ پڑا ہے

www.urduchannel.in

بوجھ سر پر ٹیکس کا، ووٹر لئے پھرتا رہا
قیمتی کاروں کو، منسٹر لئے پھرتا رہا

میں سیانا، دیکھتے ہی سو گیا، منہ ڈھانپ کر
باپ اس کا رات بھی، ہنٹر لئے پھرتا رہا

کنٹری پینے کی خاطر، بیچنے وہ رات کو
اپنی بیوی کا پھٹا، جمپر لئے پھرتا رہا

جب سے اس کی گود میں، کتّا نظر آیا مجھے
تب سے میں بھی کاندھے پر، بندر لئے پھرتا رہا

نیند کیسی چین کیسا اِس، طرف سے اُس طرف
میں بغل میں رات بھر، بندر لئے پھرتا رہا

پوچھئے مت، کس قدر بیگم سے مجھ کو پیار ہے
ان کو پلکوں پر نہیں، سر پر لئے پھرتا رہا

مجھ کو دیوانہ کہو، پاگل کہو، چاہے نشاںؔ
شہر شیشے کے ہیں میں پتھر لئے پھرتا رہا

عربی گھوڑے کو گدھا، اونٹ کو خچر بولو
ان کی یہ ضد ہے، کہ الو کو کبوتر بولو

الاماں، آج کا یہ دور بھی کچھ ایسا ہے
جو غلط بات ہو، اس کو بھی برابر بولو

کیوں نہ خوش ہوں گی حسینانِ جہاں یہ سن کر
ہونٹوں کو کلیاں تو، گالوں کو ٹماٹر بولو

کیفیت دل کی بیان، ہو نہ زباں سے تو سنو
فلمی گانوں کی طرح، شوق کو گا کر بولو

الٹی گنگا تو حقیقت میں، اسے کہتے ہیں
دوست دشمن کو تو ، دلبر کو ستمگر بولو

آپ تو باتوں ہی باتوں میں ہنسا دیتے ہیں
آپ کے قبضے میں ہے کون سا منتر بولو

اے نشاںؔ! ہم نے بنا رکھا ہے اپنا یہ مزاج
بات سچائی کی، آجائے تو کھل کر بولو

www.urduchannel.in

پیار کر بیٹھے ہیں اک شوخ، سے اے یار غلط
جا بجا کرتا ہے لوگوں میں، وہ پر چار غلط

یا خدا اپنی پناہوں، میں ہمیں تو رکھنا
چن لیا، قافلہ والوں نے ہی سردار غلط

قتل کا مل نہ سکا، موقع پہ جب کوئی گواہ
جھٹ پکڑ لایا گواہ، پانڈو حولدار غلط

جیتے جی حال، کسی نے بھی نہ پوچھا میرا
بعد مرنے کے، میرے آئے ہیں حقدار غلط

بچ کے ہم اہلِ نظر، نکلے تیری محفل سے
تو نے نظروں سے کیا، ہم پہ سدا وار غلط

بزم میں آتے ہی، یاروں نے اڑایا تھا مذاق
ہم پہن کر یہاں، آپہونچے تھے شلوار غلط

جنگ کس طرح سے جیتیں گی، وہ فوجیں اے نشاںؔ
جنگ میں ہوتا ہے جس فوج کا سالار غلط

مال اپنا تھا مگر، لگ گیا اغیار کے ہاتھ
دیکھئے غیر کی گردن، میں دلدار کے ہاتھ

مارنے ہاتھ اٹھا یا تھا، کہ بیگم نے کہا
کٹ کے گر جائے خدایا، میرے سردار کے ہاتھ

لوگ کہتے ہیں، وہ نکلے ہیں خریداری کو
آؤ بازار میں بک جائیں، خریدار کے ہاتھ

عشق کا بھوت، وہیں سر سے اتر کے بھاگا
جب پڑے چوکی میں، عاشق پہ حولدار کے ہاتھ

درد تو دل میں، چھپا بیٹھا ہے تو غور تو کر
کیوں مسیحا نے پکڑ رکھے ہیں؟ بیمار کے ہاتھ

اب میں سمجھا، تیرے دیوانوں کا درجہ کیا ہے
جب تلک، مجھ پہ پڑے تھے نہیں دو چار کے ہاتھ

ان کو فنکار بھلا، کیسے کہوں گا اے نشاںؔ
فن کو جو بیچ دیا کرتے ہیں، زردار کے ہاتھ

www.urduchannel.in

بشر کو چاہئے، دیکھے وہاں تک
نظر پرواز کرتی ہو، جہاں تک
ہوا چن کر، یقیناً لے گئی ہے
میرے دامن کی، ساری دھجیاں تک
وہ ہم سے مطمئین، اب بھی نہیں ہیں
کہ ہم تو، دے چکے ہیں امتحاں تک
اسے ہمدرد، میں کیوں کر نہ مانوں
جو پہونچا ہے، میرے درد نہاں تک
چھپایا درد کو، میں نے ہنسی میں
نہیں ہونے دیا، ان کو گماں تک
کروگے، گفتگو، شائستگی سے
ذرا تم آؤ تو، اردو زباں تک
ابھی بھی وقت ہے، غفلت سے جاگو
نہیں پاؤگے پھر اپنا نشاںؔ تک

غم ہستی کو مٹا دیتے
دل سے پھر آپ کو دعا دیتے
تیرگی میں اجالا ہو جاتا
بجھتے شعلوں کو گر ہوا دیتے
پھر نہ پیمانے کی ضرورت تھی
مجھ کو آنکھوں سے گر پلا دیتے
آپ کا اک اشارہ کافی تھا
بھیک جلوؤں کی آپ دے دیتے
کیوں کسی در پہ ہم صدا دیتے
اپنے وعدوں پہ گر چلے آتے
ہم تمھیں داد با خدا دیتے
کھل کے جلوہ تمھیں دکھانا تھا
ہم بھی سجدے میں سر جھکا دیتے
کیوں نہ احسان مند رہتا میں
دل کی دنیا اگر سجا دیتے
یہ حقیقت ہے اے نشاںؔ کہ وہ
ما سوا غم کے اور کیا دیتے

www.urduchannel.in

تم تو پی کر، دھر سے ادھر ہو گئے
بیس روپئے ہمارے، گٹر ہو گئے

پہلے راحت تھے، قلب و جگر کے یہی
اب تو بچے بھی، اک درد سر ہو گئے

تھی اسیری، تو تھا سر چھپانے کو گھر
ہو کے آزاد ہم، در بدر ہو گئے

روتے روتے اچانک، جو نرگس ہنسی
جتنے نا بینا تھے، دیدہ ور ہو گئے

نوکری مل سکے گی، نہ گھر با رہی
دو سے بچے زیادہ، اگر ہو گئے

یوں تو دونوں کی کوشش تھی، بچے نہ ہوں
لاکھ روکا تھا، بچے مگر ہو گئے

اے نشاںؔ اس ترقی کو، کیا نام دوں
پاؤ گھٹ کر کے تو، اب بٹر ہو گئے

دور سے وہ، حسن کا پیکر لگا
جب گیا نزدیک، مجھ کو ڈر لگا

مفلسی کا بوجھ، کیوں ڈھوتا ہے تو
دو گدھے اور، چار چھ خچر لگا

تھا پہلوان ایک بہت مشہور وہ
پر مجھے پنڈک میں وہ مچھر لگا

لگ نہ جائے تجھ کو دشمن کی نظر
جھونپڑے کے سامنے چادر لگا

دم دباکر بھاگا تب میں دوستو!
جب نگاہِ ناز کا ہنٹر لگا

میں سٹوری ہوں، مگربس نام کا
ڈھنگ کا اب تک، نہ اک نمبر لگا

چاروں خانے، چت پڑا تھا تو نشاںؔ
اس ڈبل ڈیکر، کا جب بمپر لگا

www.urduchannel.in

آلو مٹر نہ بھنڈی، نہ گوبھی کا پھول ہے
اس بار مارکٹ میں، گرانی کی دھول ہے

حالات کہہ رہے ہیں، کہ ٹاور سے کود جا
زینے سنبھل سنبھل کے، اترنا فضول ہے

قدرت کا تیری یہ بھی، کرشمہ ہے بالیقین
خوش حال کوئی رہتا ہے، کوئی ملول ہے

دل کہہ رہا ہے تم تو، بہاروں کی جان ہو
بیشک تمہارے ہاتھ میں، کانٹا بھی پھول ہے

خوش آمدید، آیئے تشریف لایئے
صوفہ ہے چار پائی ہے، ٹیبل ہے ٹول ہے

مجھ کو بلاکے گھر پہ، فرار آپ ہو گئے
یہ کون سا طریقہ ہے، یہ کیا اصول ہے

اس سے نظر ملانا، اگر جرم ہے نشاںؔ
وہ چاہے جو سزا دے، مجھے سب قبول ہے

اڑی یہ تازہ خبر، آج چنڈو خانے سے
کہ مردہ زندہ ہوا، روٹیاں سنگھانے سے

اسی خیال سے، تم کو بیاہ لایا ہوں
مزہ حیات کا، ملتا ہے چوٹ کھانے سے

مصیبتوں کا یہ طوفان، ہم سے کہتا ہے
تمہاری کشتی بھی، لگ جائے گی ٹھکانے سے

خیال یار تیرا، شکریہ جو تو آیا
بہل سا جاتا ہے دل، میرا تیرے آنے سے

کوئی نہ سمجھے گا قصہ، میری تباہی کا
بھری بہار میں، نکلا ہوں آشیانے سے

نہ جھنڈو بام کی خواہش، نہ وکس کی حاجت
سکون ملتا ہے، احباب کو ہنسانے سے

نشان باقی رہے، یا نشان مٹ جائے
خراج پاتا رہے گا، یہ ہر زمانے سے

www.urduchannel.in

ہنگامہ بپا کردو، کہ ہڑتال کرادو
حاصل ہمیں کیا ہوگا، ذرا یہ تو بتا دو

پنکھے کی ہوا کھا کے، میں ہو جاؤں گا ٹھنڈا
رکھنا ہے مجھے گرم، تو آنچل کی ہوا دو

اللہ تمہیں، اس کی جزا دیگا عزیزو
اس شوخ کے کوچے میں، میری قبر بنا دو

زندہ جلانے نکلے گا، انسان کو انسان
اس بات سے لوگوں کو، خبر دار کرادو

بدلا میرے چشمے کا ہے، نمبر سنو یارو
ان آنکھوں کو اس شوخ، کا دیدار کرا دو

آنا تھا تجھے آج ، نہ تو آئی ابھی تک
بجنے کو ہیں اب رات کے اے جان! سوادو

باہر تو ذرا دیکھو نکل آیا ہے سورج
تم اب تو نشاںؔ اپنے چراغوں کو بجھا دو

ہوا ہے ملک میں، ایسا انوکھا جادو گر پیدا
جوتقریروں سے اپنی، کرتا ہے جنتا میں شر پیدا

کہاں سے لاؤں میں پگڑی، یہی غم کھائے جاتا ہے
محبت سے ہی کرلوں گا، کسی کے دل میں گھر پیدا

دھماکہ بم کا کرکے، امن کی دیوی نے فرمایا
غریبی ہٹنے والی ہے، نہ کرنا دل میں ڈر پیدا

نجومی نے کہا، لیڈر بنو گے دیش کے لیکن
کروگے جعلسازی سے، جہاں میں مال وزر پیدا

ہزاروں گھر جلے ہیں، تیرے ادنیٰ سے اشارے پر
بچانے کے لئے کرسی، فضا ایسی نہ کر پیدا

مجھے دیکھو میں لائق ہوں، مجھے پہچانو میں کیا ہوں
جہاں میں اب نہیں ہوتے ہیں کیا، اہل نظر پیدا

نشاںؔ بیشک بزرگوں نے، کہا جو وہ حقیقت ہے
قضا چونٹی کی جب آتی ہے، تو ہوتے ہیں پر پیدا

www.urduchannel.in

سب کی آفت میں زندگانی ہے
یہ گرانی بھی کیا گرانی ہے

ہیں، سراپا یتیم ہم دونوں
میرا نانا نہ اسکی نانی ہے

بچّے نو ہو چکے اسے لیکن
آج بھی اس پہ نوجوانی ہے

حالِ دل سن کے میرا وہ بولے
یہ تو اک من گھڑت کہانی ہے

آج صحرا میں کتنی ٹھنڈک ہے
کس نے یہ سرد آہ تانی ہے

وہ تو کہئے کہ ظرف تھا میرا
کب بھلا میں نے ہار مانی ہے

تم فقط نام کی ہی رانی ہو
تم سے اچھی تو مہترانی ہے

وہ انگوٹھی پہن کے بولی نشاںؔ
تجھ سے اچھی تیری نشانی ہے

جل رہا ہے دیش میں، ہر سو گرانی کا چراغ
سرد کر دو اب تو بیگم، میزبانی کا چراغ

آئے ہیں کس وقت وہ، کرنے کو اقرار وفا
جب بڑھاپے نے، بجھا ڈالا جوانی کا چراغ

اس گھڑی میں پارٹی دونگا، تمہیں اے دوستو!
جس گھڑی ہو جائے گا گل، میری نانی کا چراغ

کر عطا یارب ہمیں، ایمان کی تو روشنی
دیر تک جلتا کہاں، بے ایمانی کا چراغ

کیا زمانے والوں کی، باتوں میں تم بھی آ گئے
کیوں جلا رکھا ہے تم، نے بدگمانی کا چراغ

خود پہ گر احسان کرنا ہے، تو آؤ دوستو!
ہم جلائیں ہر قدم پر، مہربانی کا چراغ

موت برحق ہے، بس اتنا یاد رکھو تم نشاںؔ
جل اٹھے گا اک نہ اک، دن دار فانی کا چراغ

www.urduchannel.in

نام اپنے باپ کا ہرگز، گنوا سکتا نہیں
اڑ تو سکتا ہوں میں، لیکن دھن کما سکتا نہیں

یہ حقیقت ہے کہ اپنے، وقت پر آئے گی موت
موت کے پنجے سے، کوئی بھی بچا سکتا نہیں

میں منسٹر ہوں نہ لیڈر، عام سا انسان ہوں
ایسے وعدے کیوں کروں، جس کو نبھا سکتا نہیں

کشمکش میں مبتلا رہتا ہے ساری عمر وہ
زندگی کا بوجھ جو ہنس کر اٹھا سکتا نہیں

عزت و ذلت کا، دینے والا ہے رب الیقین
عشق کے چکر میں، خود کو میں پھنسا سکتا نہیں

ہاں شہیدِ ناز ہونا، کب مجھے منظور ہے
ناک کٹ جائے بلا، سے سر کٹا سکتا نہیں

کل ہوا بیگم سے جھگڑا، صاف میں نے کہہ دیا
بچّوں کی تعداد، ہرگز میں گھٹا سکتا نہیں

اس قدر سنگین ہیں، حالات گھر کے اے نشاںؔ
ساس اور سسرے کو بھی، گھر سے وٹا سکتا نہیں

تختِ سلطانی، نہ مجھ کو حکمرانی چاہیئے
چین سے کٹ جائے، ایسی زندگانی چاہیئے

آپ کے نازک حنائی، اور ملائم ہاتھ سے
غرق ہونے کے لئے، تھوڑا سا پانی چاہیئے

کر دیا بیگم نے یہ اعلان، بیلن تھام کر
ساس سسرا چاہئے، نہ ہی جٹھانی چاہیئے

سر پہ چھائی ہے سفیدی، دانت سارے گر گئے
اس بوڑھاپے میں بھی، انکو پھر جوانی چاہیئے

ڈوب جائے کوچۂ جاناں، اسی سیلاب میں
اے نشاںؔ، اشکوں میں کچھ، ایسی روانی چاہیئے

www.urduchannel.in

عمر بھر کے واسطے، وہ دے کے نشتر اڑ گئے
میں نے جو پکڑے تھے، وہ سارے کبوتر اڑ گئے

جب غریبی دور کرنے کا، ہوا اعلان تو!
زد میں بلڈوزر کے آ کر، سینکڑوں گھر اڑ گئے

بوتلوں کا ہے زمانہ، کہتے ہیں جدّت اسے
میکدے سے آج کل، مینا و ساغر اڑ گئے

ساتھ دینے کا تھا وعدہ، ہر برے ایام میں
وقت جب آیا برا، سارے منسٹر اڑ گئے

وہ موبائیل پر ہی کر کے، مجھ سے اقرار وفا
غیر کے ہمراہ ہی ٹھینگا، دکھا کر اڑ گئے

جب پڑی مجھ پر مصیبت، یہ حقیقت ہے نشاںؔ
میرے سائے بھی پھٹا پھٹ دم دبا کر اڑ گئے

اگر طولِ شب ہجراں، کی ہوجاتی سحر کھٹ سے
تو صحرا چھوڑ کر دیوانے، آجاتے نہ گھر کھٹ سے

میں داخل ہونا، جب بھی چاہتا ہوں ،خانۂ دل میں
وہ کر لیتی ہے بند آنکھوں، کے دونوں ہی شٹر کھٹ سے

سیہ زلفوں، کو اپنے کاندھے پہ، لہرا کے نہ نکلو
کسی بھی منچلے کی، لگ ہی جائے گی نظر کھٹ سے

غرور اچھا نہیں ہے مال و زر پر، تو خدا سے ڈر
ادھر سے سب ادھر ہوجائے گا، یہ مال و زر کھٹ سے

اندھیرا کب سدا قائم رہا ہے، تو ہی بتلا دے
اندھیری رات کی بھی ہوتی ہے، ناداں سحر کھٹ سے

بڑھاپا آتے ہی، تعظیم کرنا لازمی ٹھہرا
کماں کی طرح خم ہو جائے گی، تیری کمر کھٹ سے

سنبھل کر اے نشاںؔ، اپنی ہزل پڑھنا سرِ محفل
کہیں تنقید کر بیٹھیں، نہ یہ اہلِ ہنر کھٹ سے

www.urduchannel.in

ناگن کی طرح بل کھا کے گری
بجلی کی طرح لہرا کے گری

وہ دیکھتے ہی صورت کو میری
چلاتی ہوئی گھبرا کے گری

مکّھی نے جو دیکھا رس گلاّ
رس گلّے پر للچا کے گری

کیوں ملنے سمندر سے ندی
میلوں کا چکر کھا کے گری

جو پہنی تھی اونچی سینڈل کو
چوراہے پہ ہی جھنجھلا کے گری

وہ میری ہزل کو سن کے نشاںؔ
با ہوش تھی پر غش کھاکے گری

چھپائے بیٹھا ہوں، دل کے سبھی ارمان مٹھی میں
سمٹ کر آ گئے، جیسے کوئی طوفان مٹھی میں

خبر یہ ہے کہ کوّا، کان ہی لیکر نہ اڑ جائے
پکڑ کر رکھ لئے میں نے بھی، دونوں کان مٹھی میں

فریب و مکر کے وعدوں سے، بھولی بھالی جنتا کو
بڑی حکمت سے کرتے ہیں، سیاستدان مٹھی میں

الیکشن ہونے سے پہلے، بڑی چالاکی سے دیکھو
نکالی یاترا ، اور کر لیا ایوان مٹھی میں

بفضلِ رب سلامت ہیں ابھی ہم یہ حقیقت ہے
کبھی پرچھائیں بھی، آسکتی ہے، نادان مٹھی میں

تعصب کے یہ بھونرے، اے نشانؔ صحنِ گلستاں سے
گلوں کی لے گئے ہیں چھین کر مسکان مٹھی میں

www.urduchannel.in

تلاش گمشدہ میں ہی، میری تصویر چھپوا دو
اسی صورت میری تصویر کو، گھر گھر میں پہنچوا دو

یہی میری تمنا ہے، یہی ہے آخری خواہش
منسٹر نہ سہی، اس کا مجھے چمچہ ہی بنوا دو

میں کیسے دھوپ میں، ہڑتال اپنی جاری رکھوں گا
نہیں ہے شامیانہ، تو چلو تمبو ہی تنوا دو

مقدر میں اگر، ان کا نہیں دیدار تو یارو
مجھے تم عشق کے تندور میں، لے جا کے جلوا دو

پھروں گا میں بھی، دے کر تاؤ اپنی لمبی مونچھوں پر
کسی بستی کا اے لوگوں ، مجھے دادا ہی بنوا دو

یہی دستور دیکھا ہے، نشانؔ اندھیر نگری کا
خطا واروں کو چھوڑو، بے خطا کو جیل بھجوا دو

آتش عشق کے، جذبات میں پاپڑ بیلے
کبھی صحرا، کبھی باغات میں پاپڑ بیلے

وہ اگر ساتھ نہیں ہے، تو کوئی بات نہیں
تنہا رنگین خیالات، میں پاپڑ بیلے

اپنے وعدے کو نبھانا، انھیں آتا ہی نہیں
ہم نے کل بھیگ کے، برسات میں پاپڑ بیلے

اس کے ابّا نے رپٹ، تھانے میں جو لکھوادی
کس قدر جا کے، حوالات میں پاپڑ بیلے

بخدا شہر میں، کل رات لگا تھا کر فیو
ہم نے کچھ، ایسے بھی حالات میں پاپڑ بیلے

میں مقدر کا دھنی، کہہ نہیں سکتا خود کو
کیونکہ تنہا تو، کبھی ساتھ میں پاپڑ بیلے

ان کی بدنامی کا، جس دم بھی خیال آیا نشاںؔ
ہم نے چھپ چھپ کے، سدارات میں پاپڑ بیلے

www.urduchannel.in

زلف لیلیٰ کی بنا اور نہ لب ہیر بنا
دورِ حاضر کی مصوّر، کوئی تصویر بنا
جس کو نفرت کی، نہ شمشیر کبھی کاٹ سکے
ایسے اخلاق و محبت، کی تو زنجیر بنا

متاعِ علم و ہنر، جبکہ ہم نے حاصل کی
ہمیں زمانے کی، دولت ملے ملے نہ ملے
زبان اردو کی خدمت، ہمارا مقصد ہے
ہمیں جہان میں، شہرت ملے ملے نہ ملے

جس کو نفرت کی، نہ شمشیر کبھی کاٹ سکے
ایسی اخلاق و محبت، کی تو زنجیر بنا
روشنی وہ کہ، جو ہر اک کو تمازت بخشے
اپنے کردار کو تو، حاصل تنویر بنا

صحنِ گلشن میں، بہار آ گئی لہرا کے نشاں
زخم کے پھول کھلے، جب سے میرے سینے میں
جس قدر وقت، کسوٹی پہ مجھے کستا رہا
اتنا ہی لطف، مجھے آتا رہا جینے میں

رنگ میری آبلہ پائی، یہ اک دن لائے گی
تشنہ لب کانٹوں کی، یارو تشنگی بجھ جائے گی
خون سے اپنے، نکھاروں گا میں یوں، صحرا کی خاک
دیکھ کر صحرا کی جانب، فصل گل شرمائے گی

کئی طوفان گزرے ہیں، مرے مدِّ مقابل سے
مگر ثابت قدم ہوں، لو لگا رکھی ہے منزل سے
یقین کس پر کریں، کیوں کر کریں، اکثر یہی دیکھا
کیا ہے پیش مرہم جس نے، وہ ملتا ہے قاتل سے

www.urduchannel.in

گنوا نہ عمر کا، تو ایک پل بھی
روش اپنی، خدارا تو بدل بھی
اجالے دیکھ، تیرے منتظر ہیں
جہالت کے، اندھیروں سے نکل بھی

جو زندگانی میں، اپنی روش بدل نہ سکے
رہِ حیات میں، دو گام بھی وہ چل نہ سکے
جو قدر کر نہ سکے، وقت کی زمانے میں
لگائی وقت نے ٹھوکر، تو وہ سنبھل نہ سکے

صحن گلشن میں، کلی کا بانکپن جلنے لگا
قطرۂ شبنم سے، پھولوں کا بدن جلنے لگا
باغبان اپنی خطا پر، مکر کے پردے نہ ڈال
تیرے فتنوں سے، یہاں رنگِ چمن جلنے لگا

اے میرے دردِ دل، صبر سے کام لے، مجھ سے چاہت کا، کر نہ تقاضہ ابھی
دوش پر خود ہی اپنا جنازہ لئے، پھر رہا ہوں میں صحرا بہ صحرا ابھی
سارے رشتے فقط نام کے ہیں یہاں، وقت بھی لے چکا ہے میرا امتحان
اس لئے ہے بھروسہ مجھے غیر پر، میں نے اپنوں سے کھایا ہے دھوکہ ابھی

کیسے کہوں، کہ ظلم کا طوفان ہٹ گیا
راہِ عمل سے، آج مسلمان ہٹ گیا
رسوائیوں کا ہار، گلے میں ہے اس لئے
مومن کے دل سے، جذبۂ ایمان ہٹ گیا

چمن کا رنگ، یقیناً دل کے رکھ دونگا
بہار بن کے، خزاں کو مسل کے رکھ دونگا
فساد و شر کے، جو تو نے بچھائے ہیں کانٹے
میں صبر و ضبط سے، ان کو کچل کے رکھ دوں گا

www.urduchannel.in

کچھ اس انداز سے، ظالم نے تھا، رخ سے نقاب الٹا
توے پر جیسے، کرتا ہے کوئی، سیدھا کباب الٹا

سفیدی سر پہ چھائی ہے، لگی ہے پاؤں میں مہندی
بڑھاپے میں، یہ ان پہ آ گیا، کیسا شباب الٹا

کہا میں نے جو اک اور ایک، تو وہ بولی ہوئے گیارہ
اکاؤنٹنٹ کی بیٹی ہے، کرتی ہے حساب الٹا

میری جانب وہ اکثر، پیٹھ کر کے بات کرتی ہے
رہا کرتا ہے سطحِ آب پر، جیسے حباب الٹا

مزا آتا ہے اس کو، ہاتھ میں کانٹے چبھونے سے
اسی خاطر وہ دیتی ہے، سدا مجھ کو گلاب الٹا

مسلسل پانچ سالہ زندگی، روتے نہ کٹ جائے
کبھی جلدی میں لیڈر کا، نہ کرنا انتخاب الٹا

نہ جانے اے نشانؔ، اس نے کہاں تعلیم حاصل کی
ہمارے ہی سوالوں کا، وہ دیتی ہے جواب الٹا

پڑوسن کی جب مرغیاں دیکھتا ہوں
تو مرغوں کو اپنے جواں دیکھتا ہوں

میں بجلی کے کھمبے پہ راتوں کو چڑھ کر
تماشائے کوئے بتاں دیکھتا ہوں

یہ بھینگے نے پوچھا سرِ بزم سب سے
بتائے کوئی، میں کہاں دیکھتا ہوں

کسی دل جلے نے ہے بہکایا ان کو
انہیں آج کل بد گماں دیکھتا ہوں

کبھی تم نے مجھ کو، بھی خوابوں میں دیکھا
یونہی کہہ دیا، میں نے، ہاں دیکھتا ہوں

اکھاڑے میں جانے سے پہلے میں اپنے
خدا کی قسم جسم و جان دیکھتا ہوں

نشاںؔ بقرعید آتی ہے جب تو پہلے
محلے کی میں بقریاں دیکھتا ہوں

www.urduchannel.in

ہے مال کی تلاش، نہ زر کی تلاش ہے
فٹ پاتھ پر ہوں، آج بھی گھر کی تلاش ہے

لگتا ہے مجھ کو، شہر کے حالات دیکھ کر
مقتل کو جیسے، پھر کسی سر کی تلاش ہے

جس کی ہر اک کرن میں، ہو یکجہتی کا پیام
دنیا کو آج، ایسی سحر کی تلاش ہے

روشن جو کر دے نام، حقیقت میں ملک کا
مجھ کو تو ایسے، اہلِ ہنر کی تلاش ہے

دن بھر اڑان بھرتے رہے، رات ہوتے ہی
آوارہ طائروں کو، شجر کی تلاش ہے

شرم و حیا کا رنگ ہو، جس میں نہاں نشاںؔ
اس پاکباز و نیک، بشر کی تلاش ہے

دامنِ دل جس نے، دکھلائے بہت
زد میں وہ رسوائی، کے آئے بہت

ہم نے غربت کی لحد میں روز و شب
لاشے ارمانوں کے دفنائے بہت

تم کبھی اپنا نظارہ بھی کرو
آئینے لوگوں کو دکھلائے بہت

تم نے محفل میں نہیں پایا قرار
ہم بھی تنہائی میں گھبرائے بہت

پھول برساتے تھے جن پر بے شمار
ہم پہ انگارے وہ برسائے بہت

ہم رہے قائم نشاںؔ اپنی جگہ
وہ بھٹک کر خود ہی پچھتائے بہت

www.urduchannel.in

آج بوسیدہ میرے گھر کی، یوں دیوار گری
چھت کو ہمراہ لئے، ہو کے گراں بار گری

برق آفت کی، مصیبت کی، تبہ کاری کی
خانۂ دل پہ میرے، آ کے کئی بار گری

بے گناہوں کے تو ہر کٹ کے گرے تھے لیکن
دستِ چنگیز سے، نہ ظلم کی تلوار گری

ان کے ہی ہاتھ میں ہے، آج حکومت کا نظام
جن کی نا اہلی سے، سرکار لگا رتار گری

اپنی کرتوت کے باعث، ہی وہ بدنام ہوا
حاکم شہر کی، چوراہے پہ دستار گری

جب سے منحوس قدم، آئے گرانی کے یہاں
اے نشاںؔ تب سے ہی، یہ رونق بازار گری

شمش وقمر میں ہے، نہ وہ شام وسحر میں ہے
پوشیدہ عکس اس کا تو، میرے جگر میں ہے

دیوار کے تھے کان، مگر تھی نہیں زباں
اس واسطے یہ بات، ابھی گھر کی گھر میں ہے

جب چاہوں نکل جاؤنگا، میں توڑ کے قفس
وہ قدرتِ پرواز، میرے بال و پر میں ہے

وہ قتل گاہ عام ، وہ جلتے ہوئے مکان
منظر ابھی فساد کا، میری نظر میں ہے

وہ بات ،کب طاقت و دولت میں دوستو!
وہ بات جو کہ وسعت علم و ہنر میں ہے

سایہ بھی ساتھ دیتا نہیں جس مقام پر
اب زندگی کا کارواں، ایسے سفر میں ہے

کل تک جسے نہ جانتا تھا۔کوئی اے نشاںؔ
اس کا شمار، آج بڑے نامور میں ہے

www.urduchannel.in

کل جو رکھتے تھے، میری موت کا ارمان بہت
مہرباں آج کیوں، مجھ پر ہیں میری جان بہت

زندہ لوگوں کا ہے یہ شہر تو، سنّاٹا کیوں
چلتے پھرتے ہیں، مگر لوگ ہیں بے جان بہت

لحد کی گود میں وہ، بے سر و سامان ہیں پڑے
جو لئے پھرتے تھے، کل عیش کے سامان بہت

رنج وغم سہہ کے بھی، زندہ ہوں بفضل ربی
یہ خبر سنتے ہی، وہ ہو گئے حیران بہت

ٹھوکریں کھا کے ہی، جینے کا سلیقہ آیا
اہلِ دنیا نے کئے، مجھ پہ یہ احسان بہت

نازکل تک تھا جنھیں، دولت و طاقت پہ بہت
آج دیکھا ہے انھیں، میں نے پریشان بہت

پار ہو کر ہی رہا، میرا سفینہ اے نشاںؔ
یوں تو ملتے رہے، ہر موڑ پہ طوفان بہت

تجھے جس کا نہ تھا خدشہ، وہی ہو کر رہا آخر
پہنچ کر آئینے کے سامنے، گھبرا گیا آخر

عوام و خواص کے دل سے، تڑپ کر یہ صدا نکلی
سروں سے کب ہٹے گی، یہ گرانی کی بلا آخر

تو ہی مختارِ عالم ہے، مگر میں تیرا بندہ ہوں
پلٹ کر آتی ہے بابِ اثر سے کیوں دعا آخر

خدا کا نام لیکر، لڑ رہے ہیں آج باطل سے
رہے گی اوج پا کر، ایک دن حق کی صدا آ کر

اگر ایماں سلامت ہے، تو یہ بھی دیکھ لینا تم
رہے گا ختم ہو کر، ظلم کا یہ سلسلہ آخر

پہنچتا، میں نہ اپنی منزل مقصود پر، لیکن
سفر میں کام میرے، آ گئی ماں کی دعا آخر

نشاںؔ اے دل، کہیں ملتا نہیں ان کا یہاں پھر بھی
مجھے کیوں در بدر، یوں لے کے تو پھرتا رہا آخر

www.urduchannel.in

ہوش میرے اڑ گئے، جب تھے وہ میرے روبرو
جانے کیا ان سے ہوئی تھی، بیخودی میں گفتگو

قبر کی مٹی میری، دے گی گواہی آج بھی
خاک ہو کر عشق میں، رکھ لی ہے تیری آبرو

آج میں جیسا ہوں، جو کچھ بھی ہوں فضلِ رب سے ہوں
کل چلا جاؤں گا لیکر، اپنے سارے رنگ و بو

اب اجالوں سے وہ روشن، کر رہے ہیں کائنات
جن چراغوں کو جلایا تھا، کبھی دیکر لہو

مل گیا ان کا پتہ، صد مرحبا کہئے نشاںؔ
بس وہی وہ اب، نظر آتے ہیں دل کو چار سو

اٹھ گیا میں تو، اسی بات پہ حیراں ہو کر
دشمنِ جاں وہ بنا، کیسے رگِ جاں ہو کر

نہ موسم آئے خزاں کے، نہ کہیں برق گری
تم نے گلشن کو اجاڑا، نگہباں ہو کر

خون کی ہولی، سر عام یوں تم نے کھیلی
رہ گیا شہر بھی، اب شہر خموشاں بن کر

کوئی مانے کہ نہ مانے، یہ حقیقت ہے یہی
''میں تو شرمندہ ہوں اس دور کا انساں ہو کر''

زلزلے اور یہ سیلاب، خدا خیر کرے
بستیاں رہ گئیں، اک پل میں ہی ویراں ہو کر

مجھ کو دیوانہ کہا، لوگوں نے پتھر برسائے
کچھ بھی حاصل نہ ہوا، چاک گریباں ہو کر

www.urduchannel.in

شمع کی گود میں، پروانے لگاتار گرے
بولی یہ شمع کہ، لو میرے پرستار گرے

ہر فلک بوس، عمارت سے ہے خطرہ ہم کو
جھونپڑی پر ہی نہ آ کر، کوئی دیوار گرے

کل جو پہنچے تھے، بلندی پہ سیاست کے طفیل
آج پستی میں وہی، وقت کے ہشیار گرے

پرتوِ حسن کی، چھن چھن کے شعاعیں آئیں
جب بھی چہرے پہ تیرے، گیسوئے خمدار گرے

تیرے جلوؤں کی تمازت سے، وہیں غش کھا کر
ضبط کی حد نہ رہی، طالب دیدار گرے

گرنا ممکن تھا، زمانے کی نگاہوں سے مگر
کیوں مسیحا، تیری نظروں سے ہی بیمار گرے

موت آئے گی، دبے قدموں سے اک روز نشاںؔ
جانے کب، موت سے ہستی کا یہ مینار گرے

کئی طوفان گذرے ہیں، میرے مدمقابل سے
مگر ثابت قدم ہوں، لو لگا رکھی ہے منزل سے

کوئی بھی ناخدا بنکر، تلاطم تک نہیں آیا
مگر جھوٹی تسلی دی، سبھوں نے مجھ کو ساحل سے

یقیں کس پر کریں، کیونکر کریں، اکثر یہی دیکھا
کیا ہے پیش مرہم جس نے، وہ ملتا ہے قاتل سے

نہ کوئی مونس و ہمدم، نہ کوئی ہمنوا اپنا
لپٹ کر رو رہا ہوں، آج میں خود اپنے ہی دل سے

یہ تیرے زندگی کے رنگ بھی، پڑ جائینگے پھیکے
چلا جاؤں گا اٹھ کر، جس گھڑی میں تیری محفل سے

www.urduchannel.in

اے مصوّر، نہ بدل، تو میری تصویر کے رنگ
اس کے ہر رنگ میں، پوشیدہ ہیں تقدیر کے رنگ

تجھ پہ نیرنگیٔ دنیا کا، ہی چھایا ہے خمار
بدلے بدلے سے ہیں، واعظ تیری تقریر کے رنگ

جب بھی حق سامنے، باطل کے کھڑا ہوتا ہے
پھیکے پڑ جاتے ہیں، سب جھوٹ کی تحریر کے رنگ

خونِ دل پی کے بھی، زندہ ہوں محبت کے طفیل
آ ہی جائیں گے دعا میں میری تاثیر کے رنگ

صحنِ گلشن سے مجھے، قید قفس میں لا کر
مجھ کو دکھلاتا ہے، تو اب کسی شمشیر کے رنگ

وار کرنا نہ کوئی ہم پہ، کہ ہم بھی ہیں نشاںؔ
دیکھے ہم نے ہیں بہت، خنجر و شمشیر کے رنگ

آنکھوں سے میرے دل میں، اتر کیوں نہیں جاتے
تم نور بن کے مجھ میں، بکھر کیوں نہیں جاتے

زخموں کے حسین پھول، تو کھلتے رہے لیکن
ویرانے میرے دل کے، سنور کیوں نہیں جاتے

باہوش ہیں دیوانے، نکل جاتے ہیں صحرا
ہے بستی جدھر بستی، ادھر کیوں نہیں جاتے

تم راہ عبث وقت کی، تکنے میں ہو مصروف
جو کام تمہیں کرنا ہے ، کر کیوں نہیں جاتے

میخانے سے نکلے ہو، بھٹک جانا نہ صاحب
گھر جانے کی ٹھانی ہے تو، گھر کیوں نہیں جاتے

اللہ پہ گر تم کو، بھروسہ ہے تو ہمدم
کشتی لئے طوفان سے، گذر کیوں نہیں جاتے

دنیا کو نشاؔں خوف نہ، ظلمت کا ہو جس میں
تم دے کے کوئی ایسی، سحر کیوں نہیں جاتے

www.urduchannel.in

ظالم سے اٹھے گا، نہ ستم گر سے اٹھے گا
فتنہ تو کسی پارٹی، دفتر سے اٹھے گا

رکھ دے گا ستم گر کی، وہ کشتی کو ڈبوکر
طوفان اگر صبر کی، گاگر سے اٹھے گا

گرتا ہے زمانے میں، اگر امن کا پرچم
بزدل سے نہیں، مرد دلاور سے اٹھے گا

کمزور سمجھنا نہ اسے، دیکھنا یہ کل
دینے جواب اینٹ کا، پتھر سے اٹھے گا

سونے کو ہے سویا ہوا، غفلت میں یہ انساں
حالات کی کل، ایک ہی ٹھوکر سے اٹھے گا

ملا ہے رنج تو، ہر طرح سے نبھانا ہے
جہانِ فانی سے، اک روز سب کو جانا ہے

تجھے سکون نہیں کیوں، حیات کے پنچھی
چمن ہے، پھول ہے، ڈالی ہے، آشیانہ ہے

میری مزار کو، حیرت سے دیکھنے والو
ہر اک بشر کا، یہی آخری ٹھکانہ ہے

کروگے جیسا یہاں، ویسا ہی تو پاؤ گے
یہاں کئے کی سزا ہر کسی کو پانا ہے

بلاوا آئے گا، ملک عدم کا جب بھی نشاںؔ
جہاں کو چھوڑ کے، اک پل میں تم کو جانا ہے

www.urduchannel.in

ایمان کی جس دل میں، حرارت نہیں ہوتی
اللہ کی اس پہ کبھی، رحمت نہیں ہوتی

جو زیست سجا لیتا ہے، خود اپنے عمل سے
پھر آئینے کی اس کو، ضرورت نہیں ہوتی

جس دل کو برائی کے، اندھیرے رہیں گھیرے
چہرے پہ کبھی اس کے، تمازت نہیں ہوتی

تا عمر پریشان وہ، رہتا ہے جہاں میں
جو مفت کی کھاتا تو ہے، محنت نہیں ہوتی

ہر اک پہ نہ کر طنز، یہ عادت نہیں اچھی
اپنے پہ تجھے کیا کوئی، حیرت نہیں ہوتی

سچائی کی دولت سے تو، محروم نہ رہتا
گر جھوٹ تیری، فطرت و عادت نہیں ہوتی

یہ قول بزرگوں کا، نشاںؔ خوب ہے کتنا
ہیرے کو، اجالوں کی ضرورت نہیں ہوتی

گمان کو رنگِ حقیقت ملے نہ ملے
خرد کو ہوش کی نعمت ملے نہ ملے

ہمیں تو خلق کی، خدمت پہ ناز ہے بے شک
یہ اور بات ہے، شہرت ملے نہ ملے

جو میری آنکھوں نے دیکھا، وہی تو لکھتا ہے
کسی کو اس میں صداقت، ملے، ملے نہ ملے

ستا لو آج ہی جی بھر کے اے جہاں والو!
نہ جانے کل تمہیں، فرصت ملے، ملے نہ ملے

میں سجدہ کرتا ہوں تجھ، کو تو ہے رحیم و کریم
تو ہے مرا، مجھے جنت ملے، ملے نہ ملے

تو اپنا جلوہ دکھا، اس کا غم نہیں مجھ کو
دوبارہ ہوش کی دولت، ملے، ملے نہ ملے

نہ آؤ شہر خموشاں میں ڈھونڈھنے مجھ کو
تمہیں نشانؔ کی تربت، ملے، ملے نہ ملے

www.urduchannel.in

یہ حسن بھی ہو جائے گا، اک دن جناب گم
ہو جائے گا یہیں پہ، یہ دور شباب گم

لوگ اس کو پھینک دیتے ہیں، چوراہے پر جناب
ہو جائے اگر جو موتی کے، چہرے سے آب گم

ایک ایک کر کے، ہر کوئی چل دیگا اس طرح
کھلتے ہی آنکھ ہوتے ہیں، جیسے کہ خواب گم

شہرت کے بعد، ہم سے یہی پوچھتے ہیں لوگ
کچھ تو پتہ چلے، کہ کہاں ہیں جناب گم

کارِ ثواب، کرنے سے ڈرنے لگے ہیں لوگ
اب ملتا ہے عذاب میں، کار ثواب گم

اس طرح توبہ اپنی نمائش نہ کیجئے
شرم و حیا فرار ہے، رخ سے نقاب گم

تھا جس میں بھائی چارگی کا، درس اے نشانؔ
درسی کتاب سے ہے، وہ ہی اب نصاب گم

یہ کیسے موڑ پر آکر ، امیرِ کارواں ٹھہرا
مسلسل لٹنے کا خطرہ ہے، نہ جانے کیوں وہاں ٹھہرا

نہیں ہے دشمنوں سے کچھ گلہ اس بات کا غم ہے
مجھے معتوب کرنے کو ، ہجوم دوستاں ٹھہرا

بہاریں ہو گئیں رخصت، الٰہی خیر ہو اب تو
یوں ہی صحنِ گلستاں میں، آکے کیوں دورِ خزاں ٹھہرا

مجھے حیرت سے مت دیکھو، میری روداد بس یہ ہے
چلا کانٹوں پہ پہلے، تب گلوں کے درمیاں ٹھہرا

مرے حالات کے بدلے ہوئے، طوفان کے آگے
کوئی مونس، کوئی ہمدم، نہ کوئی مہرباں ٹھہرا

قیامت کی گھڑی ہے، لاج رکھنا اے میرے مولا
مقابل زندگی کے ، آج آکر امتحاں ٹھہرا

رہِ ہستی میں، میں نے اے نشاںؔ، ایسے نشاں چھوڑے
مرے نقشِ قدم کو دیکھنے، سارا جہاں ٹھہرا

www.urduchannel.in

ویرانیوں میں، رنگ چمن دیکھ رہا ہوں
رہ کر وطن میں، اپنا وطن دیکھ رہا ہوں

ہے نفرتوں کی بھیڑ، ہر اک سمت، اور میں
اس بھیڑ میں، چاہت کا چلن، ڈھونڈ رہا ہوں

تاریکیوں نے گھیرا ہے، ہر موڑ پر مجھے
پھر بھی میں، اجالوں کی کرن ڈھونڈ رہا ہوں

میرا وجود، وقت کی قسطوں میں بٹ گیا
نہ جانے کس امید پہ، تن ڈھونڈ رہا ہوں

شاید کہ مل ہی جائے، مجھے مقصدِ حیات
میں صورتِ پروانہ، جلن ڈھونڈ رہا ہوں

یا رب! تو مجھے قوت پرواز عطا کر
زخمی ہوں، نیا ایک گگن ڈھونڈ رہا ہوں

پھولوں سے ملے زخم، اسی واسطے نشاںؔ
کانٹوں میں بھی پوشیدہ، چبھن ڈھونڈ رہا ہوں

نظروں سے دل، چرانے کی زحمت نہ کیجئے
دل ہے امانت، ایک خیانت نہ کیجئے

دل ٹوٹنے کے بعد، یہی تجربہ ہوا
دنیا میں اب کسی سے، محبت نہ کیجئے

کل رات چھت پہ آتے ہی، مجھ کو ڈرا دیا
للہ آپ ایسی، شرارت نہ کیجئے

دل ہم نے نذر، کر ہی دیا آپ کو حضور
اور آپ کہہ رہے ہیں، سخاوت نہ کیجئے

دنیا کے روز و شب کا، ہے ہم کو مشاہدہ
دنیا ہے کیا، یہ ہم کو ہدایت نہ کیجئے

مل جائے خط نشاںؔ کا تو، دیجئے جواب
کب ہم نے لکھا، خط و کتابت نہ کیجئے

www.urduchannel.in

امن کے پیکر تو، فتنہ گر سے سمجھوتہ نہ کر
صحنِ گلشن کے کسی، پتھر سے سمجھوتہ نہ کر

سر کٹا دے راہ حق میں، سرفروشی کی قسم
سر جھکا کر، ظلم کے خنجر سے، سمجھوتہ نہ کر

ہر گزرتا لمحہ، یہ پیغام دیتا ہے تجھے
خوابِ غفلت کی کبھی، چادر سے سمجھوتہ نہ کر

چند سانسوں پر کھڑی ہے، یہ عمارت جسم کی
یہ کھنڈر بن جائے گا، اس گھر سے سمجھوتہ نہ کر

چار دن کی زندگانی کا، تو مسافر ہے یہاں
یاد رکھ تو زن، زمین اور زر سے سمجھوتہ نہ کر

لاکھ ہوں ظلم و ستم، پر عزم محکم کے طفیل
تو کبھی ظلم و ستم کے ڈر سے سمجھوتہ نہ کر

خود پہنچنا ہے تجھے، منزل پہ اپنی اے نشاںؔ
دور حاضر کے کبھی، رہبر سے سمجھوتہ نہ کر

فٹ پاتھ تھا نصیب میں، گھر کو ترس گئے
ہم عمر بھر، نمود سحر کو ترس گئے

مرنے کے بعد جشن، تو ان کا فضول تھا
جو زندگی میں، دادِ ہنر کو ترس گئے

اس دورِ الاماں میں، تعجب کی بات ہے
ہو کر بشر بھی طرزِ بشر کو ترس گئے

پیغام کیا لکھیں گے، نیا انقلاب ہو
فنکار خود ہی، اہلِ نظر کو ترس گئے

اک چاندسی بہو، کو تو گھر لائے ہیں مگر
ہم چاندنی میں لختِ جگر کو ترس گئے

گھیرا ہے ہر طرف سے، یوں افکار نے ہمیں
دیوار کو ترس گئے، در کو ترس گئے

منزل کی جستجو میں، نکل جاؤں پر نشاںؔ
کیسے کہوں کہ زادِ سفر، کو ترس گئے

www.urduchannel.in

زمانہ خار چبھوتا رہا مگن ہوکر
حیات اپنی رہی گل کا پیرہن ہوکر

ہر ایک سانس پہ پہرے، قدم قدم پر خوف
وطن میں زندہ رہے، جیسے بے وطن ہوکر

اب ایسا لگتا ہے، حیوانیت کے ہی ہاتھوں
جہاں کی رہ گئی، انسانیت رہن ہو کر

وہ بن کے چھاؤں کی مانند، ساتھ تھا سب کے
کھڑا ہے دھوپ میں، پتھر کا اب بدن ہوکر

یہ باغباں کی، عنایات کا کرشمہ ہے
کہ دل تو رہ گیا، زخموں کا اک چمن ہوکر

تو حق کی بات کہے گا، تو لوگ بولیں گے
یہ کیسی بات کہی تو نے، اہلِ فن ہوکر

بفضلِ ربی، دعائے بزرگاں ساتھ رہی
جہاں بھی پہونچے، رہے جانِ انجمن ہوکر

نشانؔ یاد رہے، فن میں تم سے بھی بہتر
جہاں سے گزرے کئی صاحبِ سخن ہوکر

کہہ گئے بہتے بہتے کل آنسو
ہرمسرت کا ہے بدل آنسو

بے ضرورت کبھی نہیں آتے
کتنے ہوتے ہیں با عمل آنسو

دنیا پہچان لے نہ غم میرے
یوں نہ پلکوں پہ تو مچل آنسو

تب تصور بھی ٹوٹ جاتا ہے
پیدا کرتے ہیں جب خلل آنسو

ان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ ہے
ہاں سنبھل کر ذرا نکل آنسو

بن کے تو آفتاب کی مانند
میرے دامن میں آکے ڈھل آنسو

اب تو ویرانیاں ہیں آنکھوں میں
بہہ چکے ہیں نشاںؔ، چل، آنسو

www.urduchannel.in

وہ جس نے، خون کی ہولی ہمیشہ کھیلی ہے
سنا ہے اس کی، قیادت میں آج ریلی ہے

تڑپ کے تتلیاں، روئیں ہیں یہ خبر سن کر
کہ زد میں بھونروں کے، پھر امن کی چنبیلی ہے

نہ بوجھ پایا اسے، آج تک کوئی کیونکہ
یہ زندگی بھی، عجب ڈھنگ کی پہیلی ہے

زمانہ گذرا، مگر پر شباب ہے پھر بھی
کہ اردو آج بھی، دلہن نئی نویلی ہے

ہم اپنے آپ میں سرتاپا، انجمن ہی رہے
ہمارے پاس تو، ریلا اور نہ ریلی ہے

ہزاروں لوگوں میں، رہ کر بھی آج تنہا ہوں
بھرے جہاں میں، ہستی میری اکیلی ہے

لکیریں ہاتھ کی پڑھ کر، نجومی بول پڑا
نشاںؔ واقعی، پر فن تیری ہتھیلی ہے

حق وفا کا ادا نہیں ہوتا ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا
مجھ میں گر حوصلہ نہیں ہوتا تجھ پہ ہرگز فدا نہیں ہوتا
صرف محبوب تجھ کو مانا ہے یعنی پتھر خدا نہیں ہوتا
درِ دِل میں عجیب لذت ہے ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا
تم تصور میں بھی نہیں آتے اتنا کوئی خفا نہیں ہوتا
بات دل کی میں تجھ سے کہہ دیتا کیوں تیرا سامنا نہیں ہوتا
شکریہ دل کو توڑنے والے غم سے میں آشنا نہیں ہوتا
اک جھلک تیری دیکھ لیتا پھر تجھ سے کوئی گلہ نہیں ہوتا

ان کی چوکھٹ نشانؔ مل جاتی
در بدر میں پھرا نہیں ہوتا

www.urduchannel.in

بدلی ہے زمانے کی، نظر دیکھ رہا ہوں
انسان میں، پتھر کا جگر دیکھ رہا ہوں

ہیں اشک رواں، دل میں مگر آگ لگی ہے
برسات میں جلتا ہوا، گھر دیکھ رہا ہوں

اب حدِ نظر تک ہیں، تباہی کے نظارے
دیکھا تو نہیں جاتا، مگر دیکھ رہا ہوں

میں خود ہی پریشاں ہوں، کہاں جاؤں میں کیونکہ
ہر کوئی پریشاں ہیں، جدھر دیکھ رہا ہوں

سب اپنے ہی مطلب کے، پرستار ہیں یہاں
چپ چاپ میں دنیا کے، ہنر دیکھ رہا ہوں

ہر چال پرانی ہے ، مجھے علم ہے، مگر
میں کھیل نئے، شام و سحر دیکھ رہا ہوں

سچ اے نشانؔ، مجھ پہ ہے معبود کا کرم
میں اپنی دعاؤں میں، اثر دیکھ رہا ہوں

یہ بتا، دل سے تیری یاد جداہو کیسے
حق محبت کا، میری جان ادا ہو کیسے

جس کی فطرت میں،ازل سے ہی دغا شامل ہے
ایسے انسان سے، امیدِ وفا ہو کیسے

مثلِ فرعون تھے، دعویٰ تھا خدائی کا تمہیں
مٹ گئے خود ہی، خدائی کو مٹانے والے

اپنے اعمال پہ شرمندہ ہوں، معبود میرے
ہاتھ اٹھتے ہی نہیں، مجھ سے دعا ہو کیسے

اپنے بیگانے کو پہچان، کہ نادان ہے تو
تجھ کو دنیا کی، روش کا بھی پتہ ہو کیسے

ہم ہیں انسان، سراپا ہیں خطاوار مگر
جو فرشتے ہیں، بھلا ان سے خطا ہو کیسے

کس لئے، میرے تصور میں چلے آتے ہو
میں ہی سوچو، کہ تم، مجھ سے خفا ہو کیسے

کم ہے بینائی، نہیں خود کی خبر ہوش ہیں گم
کیا خبر تم نے، یہ مضمون لکھا ہو کیسے

تو نے اوروں کی بھلائی، کبھی سوچی ہے نشاںؔ
پھر زمانے میں بتا، تیرا بھلا ہو کیسے

www.urduchannel.in

غم کی آندھی میں گھرے ہیں، زندگانی کے چراغ
رفتہ رفتہ بجھ رہے ہیں، مہربانی کے چراغ

یہ سلگتاں آشیاں، جلتا ہوا یہ گلستاں
ہیں یہ سب میرے ہی، غم کی ترجمانی کے چراغ

نوجواں اب وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو گیا
مفلسی نے سرد کر ڈالے جوانی کے چراغ

آسمان سے جھیل میں، اترے ستارے رات کو
صبح تک چمکیں گے، لہروں پر یہ پانی کے چراغ

ہر کسی مہمان کی، آمد پہ روشن ہو گئے
ہوتے ہیں پاکیزہ کتنے، میزبانی کے چراغ

اہلِ فن موجود ہیں، لیکن یہی افسوس ہے
بجھ رہے ہیں دھیرے دھیرے، قدر دانی کے چراغ

ہر حقیقت کو نشاںؔ، افسانہ کردیتے ہیں لوگ
کس طرح روشن رہیں گے پھر کہانی کے چراغ

ہم قفس کی تتلیوں سے، گلستاں دیکھا کئے
فصلِ گل کے رنگ میں، دورِ خزاں دیکھا کئے

غیر کو کیوں، موردِ الزام ٹھہراؤں بھلا
میری بربادی کا منظر، مہرباں دیکھا کئے

چھوڑ کر راہوں میں ہم کو، چل دئے اہلِ کرم
ہو کے ہم مجبور، گردِ کارواں دیکھا کئے

گردشِ ایام نے، مجبور اتنا کردیا
آشیاں جلتا رہا، اور ہم دھواں دیکھا کئے

اپنی بربادی کا منظر، تھا نظر کے سامنے
تابِ نظّارہ نہیں تھا، پھر بھی ہاں دیکھا کئے

باخدا ہمت نہ ہاری، اس گھڑی ہم نے نشاںؔ
کوشش پیہم کو جب بھی، رائیگاں دیکھا کئے

www.urduchannel.in

جتنے بھی لوگ ملے ، وہ حیران ملے ہیں
سب میری طرح، مجھ کو پریشان ملے ہیں

افسوس ہے کہ، سینۂ مومن میں اب نہیں
جزدان میں لپٹے ہوئے، قرآن ملے ہیں

ظلم وستم کا تختہ، الٹ کر ہی رکھ دیا
اک جان ہوکے، جب بھی مسلمان ملے ہیں

راہِ خدا میں سر بھی دیا، گھر بھی دے دیا
ایسے یہاں صاحب، ایمان ملے ہیں

احساس رنگ و بو ہے، نہ غنچوں کی ہے تمیز
نااہل سے گلشن کو ، نگہبان ملے ہیں

ساحل پہ آکے پہونچی، میری کشتیٔ حیات
کہنے کو تو ہر موڑ پہ، طوفان ملے ہیں

صد آفریں کیوں نہ کہوں، میں سدا نشاںؔ
کچھ لوگ یہاں صاحب ذیشان ملے ہیں

منتشر یوں نہ کریں، اپنے خیالات کو آپ
نقطۂ فکر سے سوچا کریں، ہر بات کو آپ

آپ نے دیکھا ہے، تصویر کا بس ایک ہی رخ
پھر بھلا کیسے سمجھ پائیں گے حالات کو آپ

یہ گھڑی وہ ہے کہ انسانیت کے ناطے ہی
وقت آخر تو چلے آتے ، ملاقات کو آپ

گر وفا کرتے تو چاہت کا بھرم رہ جاتا
اب تو بیکار میں کیوں روتے ہو ہر رات کو آپ

ہاں، کرم فرما تو مل جائیں گے لاکھوں، لیکن
یاد رکھیں گے، مگر میری عنایات کو آپ

جھومتی کالی گھٹاؤں نے بلایا ہوگا
پھر ترس جاؤ گے، اس طرح کی برسات کو آپ

پڑھ ہی لیتے جو اگر آپ، نشاںؔ کے دل کو
پھر تو پہچان ہی لیتے میرے جذبات کو آپ

www.urduchannel.in

سونے سونے ہی رہے، دار و رسن میرے بعد
باندھ کر کوئی بھی، آیا نہ کفن میرے بعد

آج میں زندہ ہوں، جی بھر کے ستا لے مجھ جو
کس پہ ڈھائے گا ستم، چرخ کہن میرے بعد

اپنا خوں دے کے، گلوں کو میں نکھاروں لیکن
ڈر ہے لوٹے نہ خزاں، رنگِ چمن میرے بعد

میں رہوں یا نہ رہوں، اتنا تجھے یاد رہے
دل میں ہلکی سی، تیرے ہوگی چبھن میرے بعد

آج مانا کہ ہوں، میں بوجھ زمیں کا لیکن
مجھ کو سب ڈھونڈھیں گے، کل اہلِ وطن میرے بعد

آخری سانس تلک، میں تو سفر ہی میں رہا!
ہو گا دنیا کو بھی احساسِ تھکن میرے بعد

چھوڑ جاؤں گا نشاںؔ، اپنے ہنر کی خوشبو
میرا غم کچھ نہ کریں، اہل سخن میرے بعد

مصائب سے گھبرا کر، نہ ہو بیزار جینے سے
بجھادے مفلسی کی آگ، محنت کے پسینے سے

لپٹ جا تو اسی مانند، محنت اور مشقت سے
لپٹ جاتا ہے، جیسے چھوٹا بچہ ماں کے سینے سے

یہ سچ افلاس کا دریا، بہت طوفانی ہے لیکن
اسے بھی پار کر جانا، تو محنت کے سفینے سے

یقیں رکھنا کہ محنت کی کمائی، رنگ لائے گی
تجھے کچھ نہ ملے گا، کاہلی کے اشک پینے سے

ملے جن لمحوں میں روٹی، مشقت اور محنت کی
وہ لمحے ہوتے ہیں بہتر، کئی دن اور مہینے سے

ترقی چاہتا ہے گر، دل و جاں سے تو محنت کر
تیری ہستی چمک اٹھے گی محنت کے نگینے سے

نشاںؔ اس کو ہی آ کر، رنج و غم بھی گھیر لیتے ہیں
کمائی جو نہیں رکھتا ہے، محنت کی قرینے سے

www.urduchannel.in

جاگتے کیوں نہیں، غفلت سے او سونے والو!
قیمتی وقت کو، نادانی میں کھونے والو

وقت ٹھہرا ہے، نہ ٹھہرے گا، گزر جائے گا
پھر نہ پوچھے گا تمہیں، کوئی بھی رونے والو

ہم نے خود اپنے، بزرگوں کو فراموش کیا
بے خبر، آباء و اجداد سے ہونے والو

خون ناحق، تو کسی دن بھی پکار اٹھے گا
تم نہ بچ پاؤ گے، اے آستیں دھونے والو

ضد کریں گے میرے، بچے بھی کھلونے کے لئے
میری دہلیز پہ نہ آؤ، کھلونے والو

تم جو چاہو تو، یہ گلزار بھی بن سکتا ہے
قطرۂ خون سے، دامن کو بھگونے والو

یہ خزانہ ہے سنبھالو ، اسے کہتا ہے نشاںؔ
اشک کے موتیاں، دامن میں پیرونے والو

بجائے گل کے جنازے پہ خار رکھ دینا
پھر اس کے بعد، تم آنچل کے تار رکھ دینا

جلا نہ ڈالے تمہیں، یہ حسد کی چنگاری
مٹا کے دلِ حسد کا، غبار رکھ دینا

لگاؤ کتبہ، مگر نہ کوئی تعارف ہو
لحد پہ لکھ کہ، فقط سوگوار رکھ دینا

جہاں زبان پہ، پہرے لگا دئے جائیں
جلا کے آگ میں، وہ اقتدار رکھ دینا

نہ جانے تیرگی، کب روشنی نگل جائے
کوئی چراغ، سر راہگذار رکھ دینا

وہ آئیں یا کہ نہ آئیں، مگر اندھیرے میں
جلا کے دل کو، شبِ انتظار رکھ دینا

نشاںؔ آج وہ، جس سمت سے بھی گذریں گے
تم ان کی راہ میں، گل بے شمار رکھ دینا

www.urduchannel.in

زندگانی اور بھی، کچھ معتبر ہونے لگی
اسطرف چاہت بھری، جب سے نظر ہونے لگی

اس کو کہتے ہیں، حقیقت میں محبت کی لگی
بیقراری جو ادھر تھی، اب ادھر ہونے لگی

ہاں، نمازِ عشق، پڑھنے کا ارادہ کرتے ہی
دل میں پیدا، جستجوئے سنگ در ہونے لگی

ان کو آنا تھا نہ آئے ، دل نے آخر کہہ دیا
اٹھئے صاحب، رات گذری اب سحر ہونے لگے

لاکھ پوشیدہ رکھو، یہ عشق مثل مشک ہے
کچھ نہ کہنے پر بھی، دنیا کو خبر ہونے لگی

اب دعاؤں میں میری شاید اثر آنے لگا
ہجر کی شب طول تھی، کیوں مختصر ہونے لگی

ہائے وہ کس وقت پہونچے، کرنے اقرارِ وفا
جب نشاںؔ زندگی، بے بال و پر ہونے لگی

وہ نقابِ رخ الٹ کر، جب چمن میں آ گئے
تب سمجھ میں آیا غنچے، کس لئے شرما گئے

یک بیک بدلا تھا موسم، بوندیں بھی پڑنے لگیں
اس ادائے خاص سے، وہ زلف کو لہرا گئے

زخم، آنسو، درد ، بیتابی، ستم، رنج و الم
کتنی سوغاتیں تیری محفل سے لے کر آ گئے

اب نگاہوں کو مری ،صورت کوئی بھاتی نہیں
درحقیقت، تم میرے قلب و جگر پہ چھا گئے

جو کناروں پر کھڑے تھے، لے گئیں موجیں انھیں
جو تلاطم میں پھنسے تھے، وہ کنارا پا گئے

یہ مہکتے گل اچانک، کیوں بنے شعلہ بدن
ان گلوں کو، آپ کیا، اپنی ادا سکھلا گئے

عشق کیا ہوتا ہے، کیوں ہوتا ہے، دیکھو اے نشاںؔ
شمع پر پروانے جل کر، راز یہ سمجھا گئے

www.urduchannel.in

جب کبھی تم مجھ سے دور رہتے ہو، رنگ گلشن عجیب ہوتا ہے
پھول شعلے اگلنے لگتے ہیں، پتہ پتہ رقیب ہوتا ہے

میں نے مانا کہ تم مسیحا ہو، ہوں مریضِ وفا میں دیوانہ
درد بن جاتا ہے دوا اس دم ،سامنے جب طبیب ہوتا ہے

عشق کی کائنات کا ہم نے، ایسا الٹا رواج دیکھا ہے
آنکھیں کر جاتی ہیں خطا لیکن، دل نشانہ غریب ہوتا ہے

عقلمندوں میں خوبی ہوتی ہے، وہ کسی کو برا نہیں کہتے
جو برا دوسروں کو کہتا ہے، وہ ہی خود کا رقیب ہوتا ہے

یوں تو دنیا میں ہیں حسیں لاکھوں، اپنا اپنا مزاج ہے یہ بھی
جس کی تصویر ہے نگاہوں میں، وہ ہی دل کے قریب ہوتا ہے

عیش و عشرت میں کوئی ڈوبا ہے، رنج و غم ہنس کے کوئی سہتا ہے
کوئی بتلائے تو یہاں کس کا ، ایک جیسا نصیب ہوتا ہے

جو خلوص و وفا کا پیکر ہو، دلِ درد آشنا بھی رکھتا ہے
اے نشاںؔ یہ بھی اک حقیقت ہے، وہ ہی شاعر ادیب ہوتا ہے

یہ سچ ہے، زہر بوتل میں بھرا تھا
دوا کا، ظاہری لیبل لگا تھا

نہ سویا، ماں کی پھر وہ تھپکیوں سے
جو بچہ، نیند سے بھوکا اٹھا تھا

محافظ نے چلا دی، اس پہ گولی
فسادی کے، جو خنجر سے بچا تھا

ٹرک ہتھیار کا ٹھہرا وہیں پر
جہاں ''نوپارکنگ'' لکھا ہوا تھا

جلائے جس نے، آزادی کے دیپک
تشدد میں، اسی کا گھر جلا تھا

بٹھایا سب نے سر آنکھوں پہ اس کو
زہر تقریر میں جو گھولتا تھا

نشاںؔ بیشک، وہ زندہ ہے ابھی تک
جو حق کی بات پر ، پھانسی چڑھا تھا

www.urduchannel.in

زد میں، افلاس کے گھرا ہوگا
موت سے پہلے ہی، مر اہو گا

مرنے والے والے کی، آنکھیں شاہد ہیں
کتنا، حالات سے ڈرا ہوگا

پپڑیاں ہیں، لبوں کی، زندہ دلیل
کتنے فاقوں سے، یہ لڑا ہوگا

ہے قلم، اس کی جیب میں، شاید
آدمی، یہ پڑھا لکھا ہوگا

ڈگریاں، رشوتوں پہ بکتی ہیں
تونے شاید سنا نہیں ہوگا

آج ڈاکو ہے یہ ، تو حیرت کیوں
کل الیکشن میں ، یہ کھڑا ہوگا

ان کے منصف عدالتیں ان کی
جانتا ہوں جو فیصلہ ہوگا

کتنے وعدے کو توڑنے کے بعد
تب مہا منتری بنا ہوگا

یاد رکھ، اے نشاںؔ دنیا میں
کر بھلا تو، تیرا بھلا ہوگا

تمام عمر، اٹھے ہیں قدم سلیقے سے
ملے ہر ایک سے، دنیا میں ہم سلیقے سے

نہ ڈھونڈ ان میں، کبھی تو خلوص کی خوشبو
جو ہر مقام پر، ملتے ہیں کم سلیقے سے

بوقت صبح، جو شبنم نے اشک برسائے
کیا گلوں نے بھی، دامن کو نم سلیقے سے

کسی کو بزم میں، اس بات کی خبر نہ ہوئی
نگاہیں، ان سے ملیں، دم بدم سلیقے سے

زہے نصیب، تبسم کی آڑ میں ہم نے
چھپا کے رکھا ہے، ہر ایک غم سلیقے سے

یہ ان کا دعویٰ ہے، احساس بھی نہ ہوگا تمہیں
ہم اس ادا سے، کریں گے ستم سلیقے سے

بغور دیکھئے، اہل وفا زمانے میں
اٹھائے پھرتے ہیں، رنج والم سلیقے سے

بڑے قرینے سے، دل کو ہمارے توڑ کے وہ
بھلائے بیٹھے ہیں، قول وقسم سلیقے سے

نشاںؔ میں نے بھی، دیوانہ وار چوم لیا
بڑھایا اس نے، جو دست کرم سلیقے سے

www.urduchannel.in

نکل کے جاؤں کہاں، اپنے آشیانے سے
فلک، تو باز بھی آ، بجلیاں گرانے سے

وفائیں کرتا رہوں، یا نبھاؤں قول وقسم
وہ پھر بھی، باز نہ آئیں گے آزمانے سے

بہے جو آنسو، تو قطروں سے یہ صدا آئی
رہائی پائی اسیروں نے قید خانے سے

رہ حیات میں، دیوانہ عشق کی خاطر
اکیلا دیکھئے، ٹکرا گیا زمانے سے

جو کی گئی ہو، امیدوں کے خون سے روشن
وہ شمع، بجھ نہیں سکتی کبھی بجھانے سے

بصد خلوص مجھے، یہ ہنر بھی آتا ہے
دلوں کو جیتتا رہتا ہوں، دوستانے سے

نشاںؔ، جس نے سنوارا ہے، گیسوئے اردو
ہے میرا سلسلہ بیشک اسی گھرانے سے

نہ رنج و غم کی تصویریں، نہ میں منظر بناتا ہوں
یہ آنکھیں دیکھتی ہیں جو ، وہ کاغذ پر بناتا ہوں

میں ہوں انصاف کا چرخہ،ریاکاری کے دھاگوں میں
خطاچھپ جاے مجرم کی، میں وہ چادر بناتا ہوں

لگا کر آگ بستی میں، کبھی چلوا کر بلڈوزر
مکیں ہیں جو مکانوں میں انھیں بے گھر بناتا ہوں

مجھے قانون کا رکھوالا، کہتے ہیں جہاں والے
نشانہ، بے گناہوں کو، ہی میں اکثر بناتا ہوں

فریب و مکر کی قینچی سے، میدانِ سیاست میں
میں، کاغذ کے سپاہی کاٹ کر، لشکر بناتا ہوں

لہو میں، انگلیاں ڈوبی ہوں، رشوت کا پجاری ہو
اسی کو ووٹ دے کر ،ملک کا رہبر بناتا ہوں

نشاںؔ زہریلی تقریروں سے، خاص و عام کو اکثر
کبھی میں موم کرتا ہوں، کبھی پتھر بناتا ہوں

www.urduchannel.in

جب جنونِ عشق میں،۔صحرا کو دیوانے چلے
دور تک اہلِ خرد بھی، ان کو سمجھانے چلے

روح تھی رب کی امانت،پہونچی ہے ملک عدم
جسم کا جھوٹا لبادہ، لوگ دفنانے چلے

کر دیا رب نے،ابابیلوں سے ان کو زیر خاک
ہاتھیوں کی فوج لیکر کعبے جو ڈھانے چلے

ٹوٹ کر شاخ گلستاں، سے یہ غنچوں نے کہا
خوش رہو اہل گلستاں، ہم تو مرجھانے چلے

تھی خموشی میکدے میں تشنہ لب تھے ہم نشاںؔ
جب گھٹا چھائی تو، پیمانے پہ پیمانے چلے

تمہیں راس آئی، خوشی ایک پل بھی
خوشی آئی تو، ساتھ آئی اجل بھی

یقیناً تجھے اپنی منزل ملے گی
لئے عزم محکم، تو دو گام چل بھی

بدلنے ہیں تجھ کو، یہ دستور لیکن
کہ سانچے میں سچ کے، سراپا توڈھل بھی

جو مظلوم اور ناتواں ہیں انہیں ہی
سہارا تو دے کر، ذرا خود سنبھل بھی

بدلتے ہوئے موسموں، سے سبق لو
نشاںؔ اپنی ہستی کا نقشہ بدل بھی

www.urduchannel.in